حدیث
محمد اظہر مدنی

مسلمان کا مسلمان پر حق

عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: حق المسلم علی المسلم ست: اذا لقیته فسلم علیه، واذا دعاک فاجبه، واذا استنصحک فانصحه، واذا عطس فحمدالله فشمته ، واذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه (رواہ مسلم، بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا مسلمان پر چھ حق ہے جب اس سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، جب وہ اس کو دعوت دے تو اس کو قبول کرے، اور جب وہ اس سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے اور جب اس کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور وہ چھینک کا جواب دینے والے کو جواب دے۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے اور جب انتقال ہو جائے تو اس کے پیچھے پیچھے جائے۔(اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کی ہے)

آج کے مادی دور میں سب سے زیادہ حقوق اور رشتہ ناطے داری متاثر ہوئے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں جن چھ حقوق کا بیان ہے وہ سب بڑے اہم حقوق ہیں لیکن اگر ان حقوق کی ادائیگی کا جائزہ لیا جائے تو آج کے مسلمان ان سب حقوق کے بارے میں لاپرواہ واقع ہوئے ہیں۔ گفتگو کے آغاز کرنے کا سب سے بہتر طریقہ سلام ہی ہے یہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو دعا ہے کہ آپ سلامت رہیں محفوظ رہیں۔ لیکن اب سلام ہیلو سے بدل گیا ہے زیادہ تر لوگ فون پر ہیلو سے شروعات کرتے ہیں اس طرح دیکھا جائے تو ایک اہم سنت کو چھوڑنے کے مرتکب ہو رہے ہیں جبکہ اللہ کے رسولؐ نے سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔

دعوت دینے کے بہت سے فوائد ہیں ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع مل جاتا ہے، حال واحوال بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ لیکن دعوت کے معاملے میں سب سے بڑی جو عیب در آئی ہے وہ یہ ہے کہ دعوت کی تقریبات میں زیادہ تر مالدار لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور آس پڑوس کے غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جبکہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ وہ دستر خوان سب سے بدتر ہے جس میں غریبوں کو مدعو نہ کیا جائے۔

کسی سے مشورہ اور بھلائی طلب کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بھلائی طلب کرنے والا سامنے والے سے بہتری اور فائدہ کی امید رکھتا ہے اس لئے جب کسی سے بھلائی طلب کی جائے تو اس کو اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھانی چاہیے۔ کسی کاروبار اور تعلیم کے بارے میں اچھا مشورہ دینا اور رہنمائی کرنا، اچھے کاموں کی ترغیب دینا خیر خواہی میں شامل ہیں۔

مریض کی عیادت کو بڑا کار ثواب کہا گیا ہے۔ بھاگ دوڑ اور مصروفیت بھری زندگی میں لوگ مریضوں کی عیادت کے لئے بھی وقت نہیں نکال پاتے جبکہ یہ خدمت خلق کا ایک حصہ اور ایک لاچار وکمزور انسان کی دلجوئی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس سلسلے میں بلاتفریق مذہب ومسلک مریض کی عیادت کرتے رہنا چاہیے اس سے اسلام کی بھی نمائندگی ہوتی ہے خصوصاً غیر مسلموں کو ایک اچھا پیغام جاتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس پر بہت کم ہی عمل ہو رہا ہے۔

اس دنیا میں جو بھی آیا ہے ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اس سے کوئی بھی انسان چاہے امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا، انتقال کے موقع پر میت کے ورثاء غمگین اور رنج وغم سے دوچار ہو جاتے ہیں ایسے موقع پر ایک مسلمان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ میت کے ورثاء کو دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ میت کی تجہیز وتکفین اور اس کے نماز جنازہ میں شرکت کرے۔ جنازہ کی نماز اور تجہیز وتکفین میں شرکت کرنے سے میت کے ورثاء کی دلجوئی ہوتی ہے اور آبادی کی طرف سے فرض کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے۔ عقائدی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کی عیادت اور ان کے آخری رسوم میں شرکت کے کچھ حدود وقیود ہیں جن کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھی مسلمانوں کو ان چھ حقوق اور دیگر حقوق پر پابندی سے عمل کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی

☆☆☆

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

داعیان حق اور قائدین ملت کا امتیازی وصف

مسئلہ امامت کبریٰ کا ہو یا امامت صغریٰ کا، قضیہ امامت صلوۃ کا ہو یا عام پیشوائی ورہنمائی اور قیادت وسیادت کا۔ ہر رہبر ورہنما اور امام وقائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ دیگر بہت سے کمالات وامتیازات کے ساتھ ساتھ چند اہم اور خصوصی صفات سے بھی متصف ہو تا کہ وہ امامت وولایت اور قیادت کا حق بخوبی ادا کر سکے اور دنیوی واخروی زندگی میں کامیاب وکامران اور سرخرو ہو جائے اور اس کی قیادت اور محنت کے صحیح ثمرات اور برکات سے بھی سب مستفید ہو سکیں۔

بلفظ دیگر امامت اور خلافت کے منصب ومقام کو حاصل کرنے کے لیے اکتساب فیض ضروری ہوتا ہے، ورنہ بلا محنت ومشقت کوئی سربلندی حاصل ہونا اور منصب ومقام ملنا بہت مشکل ہے۔ اور بلا کدوکاوش گر کسی کو کوئی مقام حاصل ہو بھی گیا تو وہ اگلی زندگی میں ناکام ہوتا ہے اور پوری قوم کو بربادی کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اس لیے قائد بننے کے لیے یا بننے کے بعد دونوں صورتوں میں انتہائی اخلاص ودیانت داری، امانت داری اور سچائی کے ساتھ ساتھ جو سب سے بڑی ضروری چیز ہے وہ ہے صبر، قوت برداشت، حلم اور اس راہ کی مشقتوں اور کٹھنائیوں کو جانا۔ اس لیے علم وحلم اور صبر کی دولت سے مالا مال ہونا ہر قائد ورہنما کا فرض ہے۔

دراصل صبر ہی ایک ایسا عمل ہے جس کی کارفرمائی ہر کامیاب انسان کے اندر موجود ہوتی ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد عالی ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (فصلت:۳۰)" بے شک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر اسی پر ڈٹے رہے۔ ان پر

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی　مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
جمعہ کی اہمیت، فضیلت ومسائل	۶
وجود الٰہی کے چند دلائل (۲)	۱۱
سنت نبوی بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے	۱۴
سترہ کے احکام ومسائل (۲)	۱۷
عمرہ کا مسنون طریقہ	۲۱
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۴
جماعتی خبریں	۳۰
کلینڈر ۲۰۲۴ء	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اللہ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو (گویا تمہارے لیے اس دنیا میں اب کسی اور سے ڈرنے کی ضرورت ہے نہ کسی غم کے ستانے کا خوف ہے) اور آخرت میں جنت پانے کی خوشخبری ہے جس کا وعدہ فرمایا گیا تھا۔"

یہ استقامت کیا ہے۔ اربابا من دون اللہ خواہ جتنے اشکال میں آتے ہوں اور ان کا جادو جتنا بھی سر چڑھ کر بولتا ہوا پنے رب حقیقی اور منعم الٰہی سے کبھی بھی سرتابی نہ کریں۔ لاکھ کٹھنائیاں آئیں، مصیبتیں ٹوٹ پڑیں مگر خالق و مالک اور روزی رساں، نفع وضرر کا مالک اور ہماری جان و مال میں متصرف اللہ جل شانہ ہی ہیں۔ اس سلسلہ میں جتنی بھی پریشانیاں آئیں ان پر صبر کریں۔ اسی طرح اس پر ثابت قدم رہنے اور نواہی سے بچنے میں جو بھی مشکلات درپیش ہوں اس پر بھی صبر وشکیبائی سے کام لیں۔ یعنی اوامر ومعروف، طاعت و بندگی اور عبادت و احکام شریعت کی بجا آوری اور نواہی ومنکر سے اجتناب میں جو دگرگوں حالات پیش ہوں، دل پر شاق گذرے اور نفس پر گراں گذرے، ان نیکیوں اور اعمال صالحہ کے انجام دینے میں جتنی طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑے، ان پر اللہ کی خاطر صبر کرتے چلے جائیں۔ یہ صبر کے پہلے دونوں مراحل ہیں۔ ظاہر بات ہے جو اوامر کے بجالانے میں کھرا اتر گیا اور نواہی سے بچنے میں پرہیزگاری کے معیار پر پورا اتر گیا اب وہ کامیاب وکامران ہوگیا۔ اب اگلا مرحلہ قوم کی رہبری اور رہنمائی کا کام کرنا ہے جسے امر بالمعروف ونھی عن المنکر، دعوت الی اللہ، تبلیغ دین کا نام دیا گیا ہے۔ یہ راستہ بیحد کھٹن ہے۔ اس کی ذمہ داری بھی ہر کہہ ومہ کو نہیں دی جاتی، نہ سب کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے۔ قوموں کی امامت اور ان کی قیادت کیا ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ خصوصا اللہ کی طرف دعوت دینے، ائمہ ہدی کا فریضہ انجام دینے اور ان کا کردار ادا کرنے کا اپنے آپ کو سزا وار ٹھہرا لینا بیحد مشکل کام ہے۔ خصوصا جو انبیاء علیہم السلام والتسلیم کا کام تھا، اللہ کی طرف اس کے بندوں کو بلانا کہ وہ اپنے رب کو پہچان لیں، اس کی عبادت کرنے لگیں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی کسی طرح شریک نہ گردانیں۔ انبیاء کے بعد اس کے مکلّف علماء و دعاۃ اسلام ہوتے ہیں وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہے کہ انبیاء علیہم السلام مال و دولت اور زر وزمین کی وراثت سونپنے کے لیے نہیں آئے۔ علم کی دولت سے مالا مال کرنے آئے تھے۔ اسی علم دین اور احکام شریعت کو امت کے علماء، دعاۃ و مبلغین اور مصلحین چہار دانگ عالم میں پھیلانے کے اہل اور ذمہ دار ہیں۔ ان کو انبیاء کی وراثت تقسیم کرنے کے لیے دعوت وتبلیغ کا اہتمام کرنا ہوگا۔ اور اس میں وہ تمام اسالیب وطرق استعمال کرنے ہوں گے جن کو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنایا تھا۔ حکمت ودانائی اور نصیحت وموعظت اور تقسیم وراثت کے بارے میں ان کے طریقے اپنانے ہوں گے۔ پھر اس راہ میں شدائد ومشکلات قدم قدم پر برداشت کرنی ہوں گی، ان سب میں سب سے بڑا مرحلہ مخالفت ومخاصمت کا سامنا کرنا ہوگا۔ اس وقت آپ کی نرمی کا جواب سختی سے، آپ کی خیر خواہی کا جواب بدخواہی سے، آپ کی محبت کا جواب عداوت سے ملے گا۔ اس وقت یہ فارمولہ، یہ طریقہ اور اصول یاد رکھنا ہوگا۔ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ (فصلت: ۳۴) "اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہوسکتی ہیں۔"

تم کو اپنی تمام تر ان اصلاح وسدھار اور ایمان واخلاق کی باتیں کرنے کے ساتھ ہر برائی کو بھلائی سے اور سختی کو نرمی سے ٹالنا ہوگا۔ بلکہ سب سے اچھے اسلوب اور سب سے اچھے طریقے سے اسے ڈیل کرنا ہوگا۔ اب برائی کو اسی جیسی بھلائی سے دور کرنے سے کام نہیں بنے گا۔ یہی نہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیں گے اور برائی کا جواب بھلائی کے ذریعہ سے کام نہیں چلے گا، بلکہ ادفع بالتی ھی احسن ۔ سب سے بہتر اخلاق وکردار اور سب سے زیادہ کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی زبان استعمال کرنی ہوگی۔ انتقام کے بجائے آپ اس کے ہر برے اور گندے اور عداوت وشماتت کا جواب انتہائی پاکیزہ الفاظ، اعلیٰ اخلاق، عمدہ صفات اور میانہ روی بھرے الفاظ وجملوں سے دینا چاہئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کا جانی دشمن اور ایمان واسلام کا عدو لدود کس طرح آپ کا

جگری اور گرم جوش دوست بن جاتا ہے۔ البتہ بلند اور مقام رفیع صرف صبر کرنے والوں کو ہی ملتا ہے۔ بڑے قسمت کے دھنی ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو یہ توفیق نصیب ہوتی ہے۔ ہر کس و ناکس کو یہ دولت بے بہا حاصل نہیں ہو جایا کرتی ہے۔ ہمارے آخری نبی، رحمۃ للعالمین، سید المرسلین، امام المتقین، شفیع المذنبین وحی الٰہی کے مکلّف اور اس سے مشرف و مکرم قرار دیئے جانے سے پہلے ہی سے اخلاق و مروت کی اعلیٰ کسوٹی اور بہترین نمونہ بن چکے تھے اور صادق و امین کے خطابات اور بہترین القاب و آداب اور خوش خلقی، غریب پروری، عدل گستری، فقہ و فہم اور مساوات و مواسات میں ضرب المثل اپنوں اور غیروں میں قرار دیئے جا چکے تھے۔ یتیموں کا ماوی، فقیروں کا ملجا، بیواؤں کا سہارا اور بے کسوں کا مرجع اور مصیبت زدوں کا مداوا بن چکے تھے اور دوسری طرف ابولہب، امیہ بن خلف اور ابوجہل جیسے سرکش اور ظلم کے سرغنہ آپ کو مشق ستم بنا رہے ہیں۔ اور ظلم و زیادتی کی انتہاء کر چکے تھے۔ آپ کی ہر بھلائی کا بڑی برائی سے جواب دے رہے تھے اور صاف دکھائی دے رہا تھا کہ

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

والا معاملہ ہو رہا ہے۔ اور آپ اپنی طبیعت ثانیہ اور انسانی ہمدردی کے ناطے اس کو ڈھیل پر ڈھیل دیئے جا رہے ہیں اور مصائب و آلام کو جھیلے جا رہے ہیں مگر آپ حسن سلوک کے اعلی معیار پر فائز نظر آ رہے ہیں، پھر مقام نبوت کی مسئولیت اور صبر و حلم کے اس پہاڑ و اخلاق کے سب سے اعلیٰ مناد اور ہر طرح کے دینی و دنیوی اور ایمانی و انسانی، اخلاقی اور جانی و جسمانی، مادی اور معنوی اعتبار سے بلند و بالا اور اعلیٰ ہونے کے باوجود تلقین کی جا رہی ہے کہ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (فصلت: ۳۴) ’’برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست‘‘

ان تمام اسالیب و طرق حسنہ و احسن کو دعوت میں بروئے کار لانے کے بعد بھی اگر شیطانی وسوسے اور اس کے نرغے میں آنے کا ڈر ہو تو اللہ جل شانہ کی طرف اپنی توجہ اور اس سے تعلق اور بڑھا لیں۔ اسی کی پناہ ڈھونڈنے سے عافیت ملے گی اور صرف یہی نہیں کہ جادۂ حق پر گامزن رہیں گے بلکہ شیطان کے وسوسے، اس کی چالوں اور ہر طرح کے مکر و حیل سے بچ کر اور اللہ تعالیٰ کے قلعے میں محفوظ ہو کر اس کی پشت پناہی میں پہلے سے زیادہ ہمت، حوصلہ کے ساتھ اور بہتر طریقے سے اس کام کو انجام دیں گے اور شیطان کسی بھی طرح آپ کو اکسانے یا غصہ دلانے سے مایوس ہو کر بیٹھ جائے گا اور آپ کو دشمنوں اور حاسدوں کے ظلم اور اشتعال انگیزی سے دل برداشتہ اور بددل کرنے سے عاجز ہو جائے گا اور آپ سرخرو و کامیاب و کامران ہو کر صبر و شکیبائی اور حوصلہ و عزم کے ساتھ میدان عمل میں ڈٹے رہیں گے اور اپنی کسی حرکت یا عمل سے جلد بازی اور پسپائی و پست ہمتی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ جیسا کہ اولوالعزم انبیاء استقامت اور صبر کو اپنا کر ہر طرح کے فوز و فلاح سے ہمکنار ہوئے۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (الاحقاف: ۳۵) ’’پس (اے پیغمبر!) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لئے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کرو‘‘

اور اسی حقیقت کی طرف اللہ جل شانہ نے دعوت حق کے داعیوں کی رہنمائی کی ہے اور وعدہ خیر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (الاعراف: ۲۰۰) ’’اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلا شبہ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔‘‘ اور اس سنت امم ماضیہ اور تلقین الٰہی صبر و یقین کو بھی ہر داعی و قائد کو ہمہ دم مد نظر رکھنا چاہیے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ (السجدۃ: ۲۴) ’’اور ہم نے ان میں سے چونکہ ان لوگوں نے صبر کیا تھا ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔‘‘

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

جمعہ کی اہمیت، فضیلت و مسائل

شیخ عبدالباسط جامعی ریاضی

جُمعہ اور جُمُعہ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یعنی جمعہ کے میم کو سکون اور فتح کے ساتھ پڑھنا۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے، لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عہدِ جاہلیت میں اس کو یوم عروبہ کہا جاتا تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت تکمیل کو پہنچی اس لیے اسے جمعہ کہا گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آدم کی تخلیق اسی روز ہوئی اسی وجہ سے اسے جمعہ کا نام دیا گیا، قبل ہجرت حضرت اسعد بن زرارہؓ کے ساتھ انصار کے لوگوں نے جمع ہو کر ایک نماز پڑھی، اسعد بن زرارہ نے انہیں وعظ کیا پس اس دن کا نام انہوں نے جمعہ رکھ دیا کیونکہ مدینہ کے تمام مسلمان اس دن جمع ہوئے تھے، اس وقت ان کی تعداد چالیس تھی، گویا جمعہ کا دن جمع ہونے کا دن ہے یہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا[سیرت ابن ہشام]

ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ دور جاہلیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے، اور یوم عروبہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی نے ہی رکھا، یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے، اگر مسلمانوں کو اس کی صحیح فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل آئیں گے، جمعہ کی نماز فرض ہے اس کی دلیل يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [الجمعۃ:۹] اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے چل کھڑے ہو جاؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دے رہے تھے اچانک تجارتی قافلہ اموال تجارت لے کر مدینہ آ گیا اور اطلاع پا کر لوگ اس قافلے سے مال خریدنے کے لئے جمعہ کا خطبہ و نماز چھوڑ کر چلے گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے اس وقت عقاب کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ بارہ آدمی بھی مسجد میں نہ رہ جاتے تو مدینے والوں پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھتی نہ جانے والوں میں حضرت شیخین اور دیگر کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، تجارت والے شہروں میں دیہات میں اور جہاں مسلمان رہتے ہیں وہاں جمعہ فرض ہے[ابن کثیر]

یوم جمعہ کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لئے آئے اور غور سے خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور پھر مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو خطبے کے دوران کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو کام کیا[سنن ابی داود]

فوائد و مسائل: 1) اچھے وضو سے مراد سنت کے مطابق کامل وضو کرنا ہے جس میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو کچھ صحابہؓ نے صحیح وضو نہیں کیا تو آپ نے ”ویل للاعقاب من النار“ فرمایا یعنی ایڑیاں جن کو پانی نہیں لگا جہنم میں جائیں گی۔

(2) مزید تین دن کی بخشش میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تصدیق ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا [الانعام:۱۶۰] جو کوئی نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا اجر ہے جمعہ سے جمعہ تک سات دن پھر مزید تین دن اس طرح دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

جمعہ کی شب اور دن میں نبی کریمؐ پر بکثرت درود بھیجنا: جمعہ کے دن اور شب کو کثرت سے نبی پر درود بھیجنا مستحب ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو[سنن بیہقی] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام ہیں اور جمعہ کا دن سید الایام ہے اور اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک ایسا امتیاز ہے جو کسی اور دن کو حاصل نہیں۔ ہم جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، معلوم ہونا چاہئے کہ جمعہ کی شب جمعرات کے دن مغرب کی نماز کے بعد سے شروع ہو جاتی ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت اور بچوں پر جمعہ کے دن غسل کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے: حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم دنیا میں تو بعد میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے فرق صرف یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں بعد میں تو یہ دن یعنی جمعہ وہ دن ہے کہ جس کے بارے میں اہل کتاب نے اختلاف کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ دن ہمیں بتلا دیا اس کے بعد دوسرا دن ہفتہ یہود کا دن ہے اور تیسرا دن اتوار نصاریٰ کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش ہو گئے، اس کے بعد فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ہر سات دن میں ایک دن جمعہ کو غسل کرے جس میں اپنے سر اور بدن کو دھوئے (صحیح بخاری) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم میں سے جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا ہے (صحیح

بخاری) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے صحابہ مہاجرین میں سے ایک بزرگ صحابی تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے دوران خطبہ ان سے کہا کہ بھلا یہ کونسا وقت ہے جمعہ کے لئے اتنی دیر سے کیوں آنا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: میں مشغول ہو گیا تھا اور گھر واپس آتے ہی اذان کی آواز سنی اس لئے میں وضو سے زیادہ کچھ غسل وغیرہ نہ کر سکا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اچھا وضو بھی حالانکہ کہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن غسل کے لیے فرماتے تھے (صحیح بخاری) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطیب دوران خطبہ سامعین کو نصیحت کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑے آدمی کو بھی تنبیہ کر سکتا ہے اور معلوم ہوا کہ غسل جمعہ کے لئے واجب اور فرض نہیں جیسے نماز کے لیے وضو، لیکن جمعہ جیسی افضل عبادت کے لئے غسل کرنا ضروری ہے، جمعہ کے دن خطبہ ہوتا ہے اجتماع ہوتا ہے ایک گھنٹہ دو گھنٹے مسجد میں رہنا ہوتا ہے اور جمعہ کے دن عید کا دن ہے اس لیے اس دن ہر مسلمان کو پاک وصاف ہو کر عمدہ کپڑے پہن کر مسجد آنا چاہیے تاکہ جمعہ کی رونق میں اضافہ ہو جائے اور ہر مسلمان کے چہروں پر تازگی نظر آئے، حضرت ابوسعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل ضروری ہے۔ (صحیح بخاری)

نوٹ: جمعہ کے دن مرد وخواتین کے ساتھ بچے بھی مسجد میں آتے ہیں انہیں بھی غسل دے کر پاک صاف کپڑے پہنا کر لانا چاہیے اکثر مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ ہر مسلمان پر جمعہ کے دن دو غسل ہیں ایک غسل واجب ہے اور ایک غسل مستحب ہے جمعہ کے دن جنابت سے جو غسل کیا جاتا ہے وہ واجب ہے اور یہ غسل صبح کی نماز سے قبل کیا جاتا ہے، دوسرا غسل جمعہ کا ہوتا ہے وہ مستحب ہے، لیکن بھارت کا ہر مسلم نوجوان چاہے وہ جنبی ہو یا طاہر ایک ہی غسل کرتا ہے گویا وہ جمعہ کے غسل میں جنابت کا غسل ملا دیتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے پاس یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جمعہ کے غسل میں غسل جنابت کی بھی نیت کر لے تو دونوں غسل ہو جاتے ہیں (المجموع لنووی) دو غسل کی غرض پاکی صفائی ہے وہ ایک غسل سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اس غسل کو انگلش محاورے میں ٹو اِن وَن کہتے ہیں، اس طرح کا غسل بھی صحیح ہے، لیکن اگر دو غسل کرتا ہے تو سنت پر عمل ہوگا جو غیر جنبی ہوتے ہیں ان کے لئے ایک ہی غسل کافی ہے بلکہ اگر غسل کی مہلت نہ ملی تو نماز جمعہ کے لئے وضو کافی ہے، غرض جمعہ کے غسل کی بہت تاکید ہے، اس کا مقصد مسلمانوں کو جمعہ کی نسبت سے صاف رہنے کا عادی بنانا ہے، جسم کی صفائی کے ساتھ مسواک کر کے منہ کی صفائی بھی ضروری ہے، منہ کی صفائی نہ ہو تو منہ سے بدبو آئے گی اور لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

جمعہ کے دن مسواک کرنا: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صل وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا (صحیح بخاری) حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کے تحت مسواک کا فلسفہ بیان فرماتے ہیں: کہ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تنگی کا ڈر نہ ہوتا تو مسواک کرنے کو وضو کی طرح نماز کے لئے شرط قرار دیتا، اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جو صاف دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات کو حدود شرعیہ میں داخل کیا گیا ہے اور معلوم ہونا چاہیے کہ حدود شرعیہ مقاصد پر مبنی ہوتے ہیں اور امت کی تنگی اور تکلیف کا رفع کرنا حدود شرعیہ میں داخل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسواک کرنے کی کیفیت کے متعلق راوی کا بیان ہے کہ آپ مسواک کرتے وقت اع اع کی آواز نکالتے تھے جیسے کوئی قے کرتے وقت کرتا ہے، اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ انسان کو مناسب ہے کہ اچھی طرح سے منہ کے اندر مسواک کرے حلق اور سینے کا بلغم نکالے اور منہ میں اندر تک مسواک کرنے سے صحت برقرار رہتی ہے، آواز صاف ہو جاتی ہے اور منہ خوشبودار ہوتا ہے (حجۃ اللہ البالغہ)

انسان رات میں سو کر اٹھتا ہے تو اس کی زبان پر ہزاروں جراثیم جمع ہوتے ہیں اگر وہ صبح میں اچھی طرح مسواک یا برش کر کے زبان کو صاف کرے گا زبان اور حلق کے بلغم کو نکال دے گا تو وہ چست وتندرست رہے گا، جو لوگ نیند سے بیدار ہو کر دانتوں کی اور منہ اور زبان کی صفائی نہیں کرتے معمولی کلی کر کے منہ دھوتے ہیں ان کے معدے میں صفرہ جمع ہوتا ہے اور پھر وہ بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں، قے وغیرہ کرنے سے صفرہ نکل جاتا ہے اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے مرض کی تکلیف اٹھانے سے بہتر ہے کہ منہ اور زبان کی اچھی طرح صفائی کی جائے والدین بچپن سے ہی بچوں کو برش کرنے اور منہ صاف کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ صحت مند رہیں زبان کی صفائی کے متعلق طبی ماہرین کا بیان ہے لگ بھگ ہر ایک ہی صبح میں اپنے دانتوں پر برش کرتا ہے تاہم اگر آپ چند منٹ کے لئے اپنی زبان پر برش کرتے نہیں ہیں تو اس عادت کو فوراً اپنا لیں کیونکہ طبی ماہرین کے مطابق منہ میں سات سو سے زیادہ مختلف اقسام کی بیکٹیریا پائی جاتی ہیں جن میں سے اکثر مضر ہوتے ہیں اور بڑی تیزی سے اپنی تعداد بڑھاتے ہیں اور عام طور پر وہ زبان کی سطح پر موجود ہوتے ہیں، دراصل صاف زبان منہ کی اچھی صفائی کا لازمی حصہ ہے، زبان پر ٹوتھ برش کو رگڑنا بہت زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے جس سے بیکٹیریا کی پیدائش رک جاتی ہے، زبان ویسے تو کلام کرنے کا ذریعہ ہے مگر اس کے چند اہم افعال بھی ہیں زبان نظام ہاضمہ کو بہتر بنانے میں سہولت فراہم کرتی ہے کیونکہ ہاضمہ کا عمل زبان سے ہی شروع ہوتا ہے، ذائقہ یعنی مزا کے لیے بھی اس کا کردار بہت اہم ہے اس کی صفائی کے چند فوائد درج ذیل ہیں:

(1) سانس کی بدبو سے نجات: کھانے کے ذرات بیکٹیریا بن کر زبان پر جمع ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں سانس بدبودار ہو جاتی ہے، تاہم زبان کی صفائی کے باوجود

سانس میں بدبو کا مسئلہ برقرار ہے تو ڈاکٹر سے رجوع ہونا چاہیے کیونکہ یہ کسی اور مرض کی علامت بھی ہوسکتی ہے۔

(2) منہ کے انفیکشن کی روک تھام: مختلف طبی رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ زبان کی صفائی خطرناک بیکٹریا کی تعداد کو بڑھنے سے روکتی ہے، زبان پر جمع ہونے والے بیکٹیریا دانتوں کو متاثر کرسکتے ہیں، دانتوں کے امراض ہارٹ اٹیک اور فالج کا خطرہ بڑھاتے ہیں اس لیے زبان کی صفائی سے یہ خطرناک امراض ختم ہو جاتے ہیں۔

(3) ذائقہ بہتر بنانا: ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ زبان کی صفائی کھانے کے ذائقہ کو بڑھاتی ہے، زبان پر اگر برش نہ کیا جائے تو بیکڑیا کی تہیں خوراک میں شامل ہوکر مختلف امراض کا سبب بنتی ہے، آدمی سر درد اور بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے، زبان کی صفائی آنے والے امراض سے روک تھام کی ضامن ہے۔

جمعہ کے دن نماز فجر میں کونسی سورتیں پڑھنی چاہیے؟ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورہ دھر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے (صحیح بخاری) طبرانی کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے، اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوتا ہے جو نماز فجر میں سجدہ والی سورہ پڑھنا مکروہ مانتے ہیں، علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر پڑھنا مشروع ہے، کبار صحابہ اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے (نیل الاوطار) علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ان سورتوں پر مواظبت اختیار کی ہے اگرچہ کچھ علماء مواظبت کو نہیں مانتے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے، کچھ لوگوں نے دعوی کیا تھا کہ اہل مدینہ نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا اس کے جواب میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا: یہ دعوی کہ لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا یہ باطل ہے اس لئے کہ اکثر اہل علم صحابہ وتابعین اسی کے قائل ہیں، کبار تابعین یہی بات کہتے ہیں، اہل حدیث کا بھی یہی مذہب ہے (فتح الباری)

جمعہ کے دن نماز کے لیے خوشبو لگانا: حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل، مسواک اور خوشبو لگانا اگر میسر ہو تو ضروری ہے (صحیح بخاری) عمرو بن سلیم انصاری نے کہا کہ غسل کے متعلق میں کہتا ہوں کہ وہ واجب ہے، لیکن مسواک اور خوشبو کا علم اللہ تعالی کو زیادہ ہے کہ وہ بھی واجب ہیں یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس معاملے میں زیادہ ہیں اور سخت ہیں اگر آدمی مسواک کے ساتھ غسل کر کے پاک صاف کپڑے پہنے گا تو خوشبو خود بخود پائی جائے گی اور پھیلے گی (صحیح بخاری) معلوم ہوا ہر مسلمان کو چاہئے کہ خوشبو لگائے اور مسجد میں خوشبو پھیلائے، جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا (صحیح بخاری) اللہ تعالی نے سورہ جمعہ میں فرمایا: ’’اللہ کے ذکر کی طرف تیزی کے ساتھ چلو‘‘ اس کا مطلب حضرت ابن عباسؓ نے یہ بتایا کہ خرید وفروخت جمعہ کی اذان ہوتے ہی حرام ہو جاتی ہے، حضرت عطاء نے کہا تمام کاروبار اس وقت حرام ہوجاتے ہیں، امام زہریؒ نے فرمایا: جمعہ کے دن جب مؤذن اذان دے تو مسافر بھی شرکت کرے پھر کہا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خدا کا کام کرو اور دنیا کا کام چھوڑ دو (فتح الباری)

خواتین کے لیے مسجدوں میں الگ سے زنانہ مسجدوں کا اہتمام ہوتا ہے، اس لئے جمعہ کے تمام مسائل خواتین پر بھی لاگو ہوتے ہیں، اسی طرح خواتین بچوں کو بھی پاک صاف کر کے مسجد میں لاسکتی ہیں، خواتین پر اگرچہ مسجد میں جمعہ پڑھنا واجب نہیں ہے، مگر اُن کے لیے مسجدوں میں خصوصی انتظام ہوتا ہے۔ جمعہ کے خطبات سے ان کو ضرور فائدہ ہوگا۔

جمعہ کے روز سورہ کہف کی تلاوت: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کی قیامت کے دن اس کے قدم کے نیچے سے آسمانوں کی حدنگاہ تک نور چمکے گا جس کی روشنی میں وہ چلے گا اور دونوں جمعوں کے درمیان اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے (مستدرک حاکم)

جمعہ کی نماز کے لیے چلنے کا بیان: حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے لئے جا رہا تھا راستے میں ابوعبس انصاریؓ صحابی رسول سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس کے قدم خدا کی راہ میں غبار آلود ہوگئے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ پر حرام کرے گا، یہ دونوں بزرگ صحابی نماز جمعہ کے لئے مسجد جا رہے تھے حضرت ابوعبس نے اس طرح چلنے کو فی سبیل اللہ کہا، معلوم ہوا کہ جمعہ کے لیے چلنا فی سبیل اللہ چلنے کے مساوی ہے، کچھ لوگ جمعہ کی نماز کے لئے گاڑیوں پر سوار ہوکر آتے ہیں، جبکہ جمعہ کی نماز کے لئے پیدل آنے کا بڑا ثواب ہے۔

جمعہ کے دن جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں ان کے بیچ داخل نہ ہو: حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوب پاکی حاصل کی اور تیل اور خوشبو استعمال کیا پھر جمعہ کے لئے چلا دو آدمیوں کے بیچ نہ گھسا اور جتنی اس کی قسمت میں تھی نماز پڑھی پھر جب امام باہر آیا اور خطبہ شروع کیا تو خاموش ہوگیا اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (صحیح بخاری)

آداب جمعہ میں سے ضروری ادب یہ ہے کہ آنے والا نہایت ہی ادب اور متانت کے ساتھ جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے اور کسی کی گردن پھلانگ کر آگے نہ بڑھے کیونکہ یہ شرعا ممنوع اور معیوب ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ شریعت اسلامی میں

کسی کو ایذا پہنچانا خواہ وہ ایذا نماز ہی کے نام سے کیوں نہ ہو ایسا عمل عند اللہ گناہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا یہ حکم صرف جمعہ کے دن کے لئے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جمعہ غیر جمعہ سب کے لیے یہی حکم ہے (صحیح بخاری) تعجب ہے ان لوگوں پر جو ثواب کے لیے مساجد کی طرف دوڑتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر ان کی جگہ پر قبضہ کرتے ہیں ،اس طرح وہ اپنے نفس کو خوش کرتے ہیں کہ وہ عبادت الٰہی کر رہے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ انہوں نے عبادت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا، کسی کو تکلیف نہ دینا بھی عبادت ہے، بلکہ بعض نمازی ایسے ہیں ان کو حقیقی عبادت کا پتہ نہیں، جمعہ کے دن عبادت کے لیے فارغ رہنا مستحب ہے۔ جمعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک ایسا دن ہے جس میں عبادت کے لیے فارغ رہنا مستحب ہے، اس دن کچھ واجب اور کچھ مستحب عبادتیں ایسی ہیں جن کی بدولت اسے دیگر ایام کے بمقابل فوقیت حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالی نے ہر ملت کے اندر ایک دن عبادتوں اور دنیاوی مشغلوں سے الگ رہنے کے لیے مخصوص فرمایا ہے، مسلمانوں میں جمعہ کا دن عبادتوں کا دن ہے، مہینے میں جس طرح رمضان کا مہینہ افضل ہے اسی طرح دنوں میں یہ جمعہ کا دن ہے، رمضان میں جس طرح شب قدر ہے اسی طرح جمعہ کے دن بھی قبولیت کی ایک گھڑی ہے، یہی وجہ ہے جس کے جمعہ کا دن صحیح وسالم رہتا ہے اس کے آئندہ جمعہ تک کے تمام ایام صحیح وسالم رہتے ہیں، جس کا رمضان صحیح وسالم رہتا ہے اس کا پورا سال اور جس کا حج صحیح وسالم رہتا ہے اس کی پوری عمر صحیح وسالم رہتی ہے، لہٰذا جمعہ کا دن تمام ہفتہ، رمضان تمام سال اور حج تمام عمر کی میزان ہے۔ وباللہ التوفیق

جمعہ کے روز اذان: حضرت سالک بن یزید بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جمعہ کی پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی، عہدِ نبوت، خلافتِ ابوبکر وعمر میں یہی معمول رہا، جب حضرت عثمان کی خلافت آئی اور لوگ بھی بہت زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ زوراء مقام پر دی جاتی تھی اور معاملہ اسی پر قائم رہا (سنن ابی داؤد)

فائدہ: اصل اذان جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کی ہی پہلی اذان ہے اور دوسری اذان اقامت ہے اور خطبہ شروع ہونے سے آدھا گھنٹہ پہلے جو اذان دی جاتی ہے وہ تیسری اذان ہوتی ہے اسے عرف عام میں دوسری اذان اور تاریخی لحاظ سے اذان عثمانی کہتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اسے قبول کیا اور یہ عالم اسلام میں اسی دور سے جاری وساری ہے، حضرت عثمان نے یہ اذان مسجد نبوی سے ایک میل دور مقام زوراء میں کہلوائی تھی، وہاں بازار لگتا تھا اور لوگوں کو نماز کا وقت ہونے کا علم نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس وقت لوگوں کے پاس گاڑیاں نہیں تھیں یہ اذان اتنی پہلے کہی جاتی تھی کہ لوگ اذان سن کر سامان سمیٹتے، گھر جاتے، غسل اور وضو کر کے لباس بدل کر خطبہ شروع ہونے سے قبل مسجد نبوی میں آجاتے لہٰذا اگر اذانِ عثمانی ہی کہلاتی ہو تو اس پس منظر کو پیش نظر رکھیں ورنہ خطبہ جمعہ سے آدھا گھنٹہ قبل مائک پر اذان دے کر اذانِ عثمانی کہنا کسی طرح درست نہیں ہے اور دور نبوت میں جو پہلی اذان تھی اس کو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے آہستہ سے اذان دے کر آغازِ خطبہ کی اذان کہنا کسی طرح درست نہیں، لوگوں نے اس کو اپنے طور پر گڑھ لیا ہے اور یہ بندوں کی ایجاد ہے اور شریعت اسلامی میں زیادتی ہے، اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو بدعت کہتے ہیں، آج کل لوگوں کے پاس گھڑیاں ہیں اور موبائل فون ہیں منٹ منٹ پر کام انجام دیتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے وقت پر مسجد پہنچ جانا کوئی مشکل نہیں ہے، اس لحاظ سے اس ترقی یافتہ دور میں دور نبوت اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی پہلی اور ایک اذان ہی سنت ہے اور امت کے لئے کافی وشافی اور وافی ہے آج کل اذانیں میک پر دی جاتی ہیں جن کو سارے لوگ سنتے ہیں اور لوگ گھڑیوں کی وجہ سے اذان سے قبل مسجد پہنچ جاتے ہیں، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جمعہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے کے پاس اذان کہی جاتی تھی اور حضرت ابوبکر وعمر کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقام زوراء میں ایک اذان زیادہ کر دی (سنن ابی داؤد)

جمعہ کے دن مسجد جانے میں عجلت اور نماز کے لئے سویرے پہنچنا مستحب ہے: چونکہ جمعہ کا دن ایک ہفتہ میں اس کا وہی مقام ہے جو سال میں عید کا ہوتا ہے اور جمعہ کی عید سال بھر میں 53 بار آتی ہے اور عید میں نماز اور قربانیوں کا اہتمام ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے جمعہ کے دن مسجد پہنچنے میں عجلت اختیار کرنے کو قربانیوں کا قائم مقام بتایا ہے اسی بنا پر مسجد میں سویرے پہنچنے والے کو نماز اور قربانی دونوں کا ثواب ملتا ہے۔

شوافع کہتے ہیں کہ بزرگان سلف خیر کے انتہائی دلدادہ تھے، وہ لوگ جمعہ کو طلوع آفتاب ہی سے نکل جاتے تھے اور گھروں کا کاروبار چھوڑ کر مسجدوں میں جا کر بیٹھ جاتے تھے اسی لئے امام مالکؒ نے دن کے آغاز میں جمعہ کو جانا سختی سے انکار کیا ہے اور کہا کہ یہ اہل مدینہ کا عمل نہیں رہا ہے کیونکہ جمعہ عید کا دن ہے اور عید کے دن عمدہ لباس پہننا اور اچھا کھانا، سماجی رویہ رہا ہے اور اس کا حکم بھی ہے، معاش اور معیشت زندگی کا ایک اہم حصہ ہے اس کے لئے آدمی جو کوشش کرتا ہے اس کا بڑا اجر ہے، پھر ایسی لازمی چیزوں کو چھوڑ کر طلوع آفتاب ہی سے مسجدوں میں جا کر بیٹھ جانا مناسب نہیں، البتہ زوال کے فورا بعد مسجد جائیں، نماز پڑھتے رہیں کیونکہ معاش اور معیشت کا اہتمام بھی لازمی ہے۔

خطبے کے لیے منبر استعمال کرنا: جناب ابوحازم کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کے پاس پیغام بھیجا، پیغام یہ تھا کہ اپنے (نجار) بڑھئی غلام سے کہو کہ مجھے کچھ لکڑیاں جوڑ دے، جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر

بیٹھ جایا کروں، چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا، تو وہ اسے جنگل کی ایک لکڑی جھاڑ سے بنا کر لے آیا، اس عورت نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو مسجد میں رکھ دیا، پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اس کی پہلی سیڑھی پر کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہی، پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے پھر آپ پچھلے پاؤں نیچے اترے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا، جب آپ دو رکعت سے فارغ ہوئے تو منبر پر چڑھ گئے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری نماز سیکھ لو پھر میری اقتداء کرو۔ (سنن ابی داؤد)

فوائد و مسائل: (1) خطبہ وغیرہ کے لئے منبر کا استعمال مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکڑی کا منبر بنوایا گیا تھا، سلف صالحین لکڑی کے ممبروں پر ہی خطبہ دیا کرتے تھے، لیکن آج کل بہت سی مسجدوں میں اینٹ پتھر اور چونے کے مضبوط منبر بنائے جاتے ہیں جو اپنی جگہ سے ہٹائے نہیں جاتے ایسے منبر بنانا خلاف سنت ہے۔ (2) نماز کا معاملہ اس قدر اہم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم کے لئے لوگوں کے روبرو منبر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھ کر دکھا دی، اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو نماز کی ٹریننگ دینی چاہیے، تقریروں میں نماز کا طریقہ بیان کرنے سے لوگوں کو مکمل اور صحیح نماز سمجھ میں نہ آئے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عملی طور پر نماز کا طریقہ بتانا چاہیے، ایک آدمی نماز پڑھے اور ایک عالم نماز کے ارکان بتاتے ہوئے اس کی نماز کو درست کرے، نماز نبوی ہی انسان کو احسان کے درجہ پر پہنچاتی ہے، احسان یہ ہے کہ آدمی ایسی نماز پڑھے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے، اگر اس کے تقوی میں اتنی طاقت نہ ہو تو کم از کم یہ خیال کر کے نماز پڑھتا رہے کہ اللہ تعالی اس کو دیکھ رہا ہے، یہ نماز کا سب سے اونچا درجہ ہے۔

جمادات (بے جان چیزیں) بھی بات کرتی ہیں: مسلم شریف میں ہےکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کے آنے کی خبر ایک درخت نے دی، امام نووی شارح مسلم نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس امر پر کہ اللہ تعالی کبھی جمادات (درخت، پتھر) کو قوتِ تمیز و گویائی عطا کرتا ہے، اور قرآن شریف کی آیتوں میں اس کا ثبوت بھی موجود ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: کہ بعض پتھر خدائے تعالی کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور فرمایا کہ جاندار اور بے جان ہر چیز اس کی پاکی بیان کرتی ہے، لیکن تم نہیں سمجھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے قبل نبوت سلام کیا کرتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو درخت آپ کے حکم پر مل کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استنجا کرتے وقت پردہ بن گئے اور ستون حنانہ یعنی کھجور کی لکڑی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جمعہ کے فراق میں رونا شروع کیا اور طعام نے تسبیح پڑھی، کنکریوں نے کلمہ پڑھا اور حضرت موسی علیہ السلام کے کپڑے ایک پتھر لے بھاگا حرا پہاڑ نے اور جبل احد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جنبش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، امام نوویؒ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان باتوں میں عقل سلیم کی رو سے ذرہ بھی شبہ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ بات کرنے کی قوت اور تمیز کرنے کی طاقت جو انسان کے دماغ اور انسان میں ہے یہ بھی خدا کی دی ہوئی نعمت ہے ورنہ دماغ اور زبان فی نفسہ پہاڑ اور پتھر کی طرح جمادات ہیں، اللہ تعالی نے ان میں تکلم اور تمیز کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، اس کا اندازہ کسی پاگل اور گونگے کی حرکتوں سے ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی تمیز اور کلام کی صلاحیت بہت ناپید کر دی تو وہ جمادات ہوگئے، ایسے امور میں وہی لوگ شبہ کرتے ہیں جو خداوند کریم کی قدرت کاملہ میں غور نہیں کرتے، اور اللہ تعالی کی بے پناہ قدرتوں سے منکر ہوکر ہر بات کو بے سوچے سمجھے اختیار کرتے ہیں (فاعتبروا یا اولی الابصار) بصارت اور بصیرت والو! ایسی چیزوں میں غور کرو اور عبرت حاصل کر کے اللہ اور رسول سے محبت کرنے والے بن جاؤ۔ ایک کھلی ہوئی واشگاف حقیقت یہ ہے کہ نماز کو صحیح طریقے سے پڑھنا بہت ہی اہم بات ہے، پھر حقیقت نماز کو سمجھ کر اس کی پابندی اس سے بھی بڑی بات ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ نماز کی برکتیں ایک انسان کی زندگی میں اس کے مکان میں دکان میں کھیتی باڑی میں پائی جاتی ہیں، مگر نظر نہیں آتیں اس کے لیے سلف صالحین کا ایمان چاہیے۔ حقیقت نماز سے متعلق حضرت کامل کی ایک چھوٹی نظم ملاحظہ فرمائیں۔

حقیقتِ نماز

افسوس ہم نہ سمجھے حقیقت نماز کی
کم تر ہیں سب بلند ہے عظمت نماز کی
دل سے بھلا دیئے ہیں فضیلت نماز کی
رسوا ہوئے ہیں چھوڑ کے عادت نماز کی
پابند مرد ہے نہ عورت نماز کی
رخصت گھروں سے ہوگئی ہے برکت نماز کی
تعجب ہے یہ ہمیں نہیں فرصت نماز کی
باقی نہیں ہے دلوں میں محبت نماز کی
اب تو خدارا جانیے عظمت نماز کی
بخشش ہماری ہوگی بدولت نماز کی
اوروں کو تم بھی دیجئے دعوت نماز کی
آئے گی کام قبر میں دولت نماز کی
جنت میں لے جائے گی الفت نماز کی
کرتا ہے صدق دل سے جو نیت نماز کی

(راہی)

وجود الٰہی کے چند دلائل (۲)

مولانا عبید اللہ الباقی اسلم

۷۔دلیل فطرت، فطرت علمی وارادی دوقوتوں کا نام ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ انسانوں کو پیدا فرماتا ہے اوران ہی دونوں قوتوں کے ذریعہ خیر وشر کے درمیان تفریق کرنے پروہ قادر ہوتے ہیں۔(دیکھیں: دلائل الربوبیۃ ص:۳۰)

فطرت کی دوقسمیں ہیں:

پہلی قسم: فطرت معرفت، اللہ کی معرفت فطری طور پر انسانوں کے دل میں مرکوز ہوا کرتی ہے، جوکسی بھی وجہ سے نہ بدلتی ہے، اورنہ ہی اس میں کجی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (سورہ اعراف:۱۷۲)"اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی اس ذریت سے جو ان کے ہیکل سے (نسلاً بعد نسل) پیدا ہونے والی تھی عہد لیا تھا اورانہیں (یعنی ان میں سے ہرایک کواس کی فطرت میں) خوداس پر گواہ ٹھہرایا تھا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟" سب نے جواب دیا تھا: کیوں نہیں ہم گواہ ہیں۔(کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے)"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقولہ: (أشهدهم) يقتضي أنه هو الذى جعلهم شاهدين على أنفسهم بأنه ربهم، وهذا الاشهاد مقرون بأخذهم من ظهور الآباء... (درء تعارض العقل والنقل ۸/۴۸۷)"اوراللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: (ان کو گواہ بنایا) اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ ہی نے ان سے ان کے مقابلے میں یہ اقرار لیا کہ وہی ان کا رب ہے، اور یہ گواہ بنانا دراصل اس بات سے منسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مذکورہ عہد (ان کے) باپ کی پیٹھ سے (نکلنے سے قبل ہی) لیا ہے۔"

مزید فرماتے ہیں: "فاذا كان فى فطرتهم ما شهدوا به من أن الله وحده هو ربهم، كان معهم ما يبين بطلان هذا الشرك وهو التوحيد الذى شهدوا به على أنفسهم، فاذا احتجوا بالعادة الطبيعية من اتباع الآباء، كانت الحجة عليهم الفطرة الطبيعية العقلية السابقة لهذه العادة الأبوية (درء تعارض العقل والنقل ۸/۴۹۱)" تو جب ان کی فطرت میں وہ (معرفت موجود) ہے جس کی انہوں نے گواہی دی ہے، یعنی: صرف اللہ ہی ان کا پروردگار ہے، لہٰذا ان کے پاس (یہ ایک ایسی دلیل ہے) جو اس شرک کے باطل ہونے کو بیان کرتی ہے، اور (یہ دلیل دراصل) وہ توحید ہے جس کی گواہی خود انہوں نے دی ہے، چنانچہ اگروہ باپ (ودادا) کی اتباع کو (اپنے شرک کے لئے) دلیل بنائیں تو اس وراثتی عادت کے تئیں سابقہ طبعی وعقلی فطرت ان کے خلاف (ایک ٹھوس اورمضبوط) دلیل ہے۔

علامہ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خدا کی ہستی کا اعتقاد انسان کی فطرت میں ودیعت کردیا گیا ہے، اور فطرت انسانی کی اصلی آواز "بلیٰ" ہے، یعنی: تصدیق ہے، انکار نہیں ہے، اوراسی لئے کوئی انسان اپنی غفلت کے لئے معذور نہیں ہوسکتا ہے، اور یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ آباء واجداد کی گمراہی سے میں بھی گمراہ ہوگیا کیونکہ اس کے وجود کے باہر گمراہی کے کتنے ہی مؤثرات جمع ہوجائیں لیکن اس کی فطرت کی اندرونی آواز کبھی دب نہیں سکتی ہے، بشرطیکہ وہ خود اس کے دبانے کے درپے نہ ہوجائے اوراس کی طرف سے کان بند نہ کرلے۔" (ترجمان القرآن ۲/۹۳)

گویا ربوبیت کی یہ معرفت وجود میں آنے سے پہلے ہی انسانوں کے دلوں میں موجود ہوا کرتی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ ان کی تخلیق فرماتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الروم:۳۰)"(اور) اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كون الخلق مفطورين على دين الله، الذين هو معرفة الله والاقرار به... (درء تعارض العقل والنقل ۴/۳۲۲)"اورانسان اللہ کے دین پر پیدا کئے گئے ہیں جو (درحقیقت) اللہ کی معرفت اوراس کی (ربوبیت) کا اقرار ہے۔"

دوسری قسم: فطرت تألہ: جب انسان اپنی اصل فطرت میں باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے متعلق اس فطری معرفت کی وجہ سے وہ تعظیم ومحبت کے ساتھ اپنے رب کی طرف قصد وتوجہ کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **في قلوب بني آدم محبة وارادة لما يتألهونه ويعبدونه، وذلك قوام قلوبهم وصلاح نفوسهم... وحاجتهم الى التأله أعظم من حاجتهم الى الغذاء، فان الغذاء اذا فقد يفسد الجسم، وبفقد التأله تفسد النفس، ولن يصلحهم الا تأله الله وعبادته وحده لا شريك له، وهي الفطرة التي فطروا عليها** (قاعدة في المحبة ص:۴۴) ''بنی آدم کے دلوں میں اس (معبود) کی محبت اور ارادہ ہوتا ہے جس کی طرف (محبت وتعظیم اور عاجزی کے ساتھ) قصد کرتا ہے، اور اس کی عبادت کرتا ہے اور (یقیناً) یہی ان کے دلوں کے نظام اور نفوس کی بہتری (کا سبب) ہے۔

اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) غذا کی ضرورت سے زیادہ وہ تألہ کی ضرورت مند ہیں کیونکہ غذا کے مفقود ہونے سے جسم برباد ہوتا ہے مگر (کسی کے اندر) تألہ (کا اعتقاد) مفقود ہو تو اس سے (اس کی) روح فاسد قرار پاتی ہے، اور (ان کی زندگی میں) اللہ کی طرف محبت وتعظیم کے ساتھ قصد وتوجہ اور صرف اسی کی عبادت بہتری لاسکتی ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور (حق یہ ہے کہ) یہی وہ فطرت ہے جس پر وہ پیدا کئے گئے ہیں۔

اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **فالقلوب مفطورة على محبة الهها وفاطرها وتألهه، فصرف ذلك التأله والمحبة الى غيره تغيير للفطرة** (اغاثة اللهفان في مصايد الشيطان ص:۸۸۹) ''پس دل ان کے معبود، اور خالق کی محبت وتألہ (تعظیم وانکساری کے ساتھ قصد کرنے) پر پیدا کئے گئے ہیں، چنانچہ اس تألہ ومحبت کو اس کے سوا کسی دوسرے کے لئے پھیرنا تغییر فطرت ہے۔''

لہٰذا معلوم ہوا کہ فطرتِ معرفت دراصل فطرت تألہ کو مستلزم ہے، مگر جب انسان اپنے رب سے متعلق فطری معرفت کی بنا پر محبت وتعظیم کے ساتھ اس کی طرف قصد کرتا ہے تو اس کی یہ خالص توجہ بسا اوقات خارجی مؤثرات سے متاثر ہوتی ہے، جیسا کہ شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **فان الله تعالىٰ فطر عباده على الدين الحنيف القيم، فكل أحد مفطور على ذلك، ولكن الفطرة قد تغير وتبدل بما يطرأ عليها من العقائد الفاسدة** (تفسیر سعدی ص:۳۰۸) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سچے (اور) دین حنیف پر پیدا فرمایا ہے، چنانچہ ہر شخص اسی (فطرت) پر پیدا کیا گیا ہے، مگر (یہ) فطرت بسا اوقات اس میں طاری ہونے والے فاسد عقائد کی وجہ سے بدل سکتی ہے۔''

گویا فطرت تألہ بعض مؤثرات کی وجہ سے متاثر ہوا کرتی ہے، اور انسان دین حنیف سے منحرف ہوجاتا ہے۔ اور استقراء نصوص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فطرت تألہ کے دو اہم مؤثرات ہیں:

۱۔ ماحول: انسان جس ماحول اور جس معاشرے میں آنکھیں کھولتا ہے، اسی کے اعتبار سے اس کی پرورش ہوتی ہے، پھر وہ موروثی اعتقادات کی وجہ سے بسا اوقات اصل فطرت سے منحرف ہوجاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **ما من مولود الا يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه وينصرانه أو يمجسانه** (صحیح البخاری (ح:۱۳۵۹) وصحیح مسلم (ح:۲۶۵۸) ہر بچہ فطرت (توحید) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں ''یسلمانہ'' نہیں فرمایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی معرفت، محبت، اور قصد عبادت پر پیدا فرماتا ہے (دیکھیں: فتح الباری ۳/۲۵۰) وشرح النووی ۴/۸۴)

۲۔ شیطان: یہ ملعون اور اس کے چیلے ہر موڑ پر انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کمربستہ ہوا کرتے ہیں، اور اسی شیطان رجیم کی وجہ سے لوگ دین حنیف سے انحراف کے شکار ہوئے، جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وانی خلقت عبادی حنفاء كلهم، وانهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم** (صحیح مسلم ح:۲۸۶) ''اور میں نے اپنے بندوں کو یکسو ہونے والے (صرف اپنے خالق کی طرف متوجہ ہونے والا) پیدا کیا، پس شیاطین نے ان کو ان کے دین سے گمراہ کردیا...''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی فطرت تألہ میں واقع ہونے والے انحراف سے لوگوں کو روکنے اور صحیح وسچے راستے کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور سب نے لوگوں کے دل میں موجود فطرت معرفت (ربوبیت) کو حجت بنا کر انہیں فطرت تألہ (الوہیت) کی دعوت دی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ ابراہیم: ۱۰) ''ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ اس معبود حقیقی پر کوئی شک (بھی ہے کیا؟) جو آسمان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے'' (دیکھیں: الربوبیہ للدکتور ابی سیف الجہنی س:۲۴-۲۹)

خلاصہ کلام: ۱۔ فطرت معرفت فطرت تألہ کو مستلزم ہے، جبکہ فطرت تألہ معرفت کو متضمن ہے۔

۲۔ فطرت معرفت توحید ربوبیت کا تقاضا کرتی ہے، جبکہ فطرت تألہ توحید الوہیت کا تقاضا کرتی ہے۔

۳۔ فطرت معرفت میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی ہے، جبکہ فطرت تألہ بعض مؤثرات (ماحول وشیاطین) سے متاثر ہوسکتی ہے۔

۴۔ اصل عقیدہ کے دو مصادر ہیں، فطرت اور بعثت رسل (علیہم السلام)

۸۔دلیل اتقان: دنیا اور اس میں پائی جانے والی تمام مخلوقات، اور اس عظیم کائنات کا مضبوط نظام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی تو ہے جس نے کارہائے عالم کو سنبھال رکھا ہے، جس کی وجہ سے یہ نظام ربوبیت باقی ہے، اور اس نظام عالم کا ایک ایک جزاس رب کائنات کے علم وحکمت پر دلالت کرتا ہے، ہزار ہا ہزار سال بیت گئے مگر اس متقن ومحکم نظام میں کبھی کوئی خلل واقع نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (سورة النمل:۸۸) ''یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أی یفعل ذلک بقدرته العظیمة الذی قد أتقن كل ما خلق، وأودع فیه من الحكمة ما أودع (تفسیر ابن کثیر ۶/ ۲۱۷) ''یعنی وہ اسے اپنی عظیم قدرت کے ذریعہ انجام دیتا ہے جس نے اپنی مخلوقات کو متقن بنایا اور ان میں اپنی خاص حکمتیں ودیعت کردی۔''

کارخانۂ ہستی کا یہ محکم نظام ربوبیت، اور اس میں پائی جانے والی مختلف قسم کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے لئے ایک خاص نظام حیات ہے، سب کے لئے ایک حد مقرر ہے، اور ان تمام امور میں جس کی تدبیر کارفرما ہے وہ رب العالمین کی ذات مقدسہ ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں دنیا میں سودمند اشیاء کی موجودگی کے ساتھ ان کی بخشش وتقسیم کا بھی ایک نظام موجود ہے، اور فطرت صرف بخشتی ہی نہیں بلکہ جو کچھ بخشتی ہے ایک مقررہ انتظام اور ایک منضبط ترتیب ومناسب کے ساتھ بخشتی ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں ہر وجود کو زندگی اور بقا کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی اور جس جس وقت اور جیسی جیسی مقدار میں ضرورت تھی ٹھیک اسی طرح انہی وقتوں میں اور اسی مقدار میں مل رہی ہے، اور اس نظم وانضباط سے تمام کارخانہ حیات چل رہا ہے۔(ترجمان القرآن ۱/۷۱)

کائنات کی یہ منضبط ترتیب اور مقرر انتظام منجملہ ربوبیت الٰہی کے واضح ترین دلائل میں سے ایک ہے، چنانچہ امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف کتاب التوحید میں ایک باب قائم کیا ہے: ذكر ما استدل به أولو الألباب من الآیات الواضحة التی جعلها الله عزوجل دلیلا لعباده من خلقه علی معرفة وحدانیته من انتظام صنعه وبدائع حكمته فی خلق السموات والأرض (کتاب التوحید ۱/ ۹۷) یعنی آسمانوں وزمین کی تخلیق سے متعلق اللہ عزوجل کی غیر معمولی کاریگری وبے مثال حکمتوں کے دلائل کا بیان جن سے اس کی وحدانیت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور یقیناً کائنات عالم کا یہ متقن نظام ربوبیت اللہ عزوجل کے وجود پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وهذا كله من أدل الدلائل علی الخالق لها سبحانه، وعلی اتقان صنعه، وعجیب تدبیره، ولطیف حكمته، فان فیما أودعها من غرائب المعارف، وغوامض الحیل، وحسن التدبیر والتأنی لما تریده، ما یستنطق الأفواه بالتسبیح، ویملأ القلوب من معرفته، ومعرفة حكمته وقدرته (شفاء العلیل ۱/ ۲۰۷) ''اور یہ سب واضح ترین دلائل ہیں ان (مخلوقات) کے خالق (کے وجود) پر جو (ہر قسم کے عیوب ونقائص سے) پاک ہے، اور اس کی مضبوط کاریگری، عجیب تدبیر، اور اس کی باریک حکمت پر، بے شک اس نے ان (مخلوقات) کے اندر جن بے مثال معارف، باریک حکمتوں اور ان کے منشا کے عین مطابق جس بہترین تدبیر والی حکمت کو ودیعت فرمایا ہے، (اس سے) زبانیں (اس ذات عالی کی) پاکی وتسبیح بیان کرنے لگ جاتی ہیں، اور دل اس (خالق حقیقی) کی معرفت اور اس کی حکمت وقدرت کی معرفت سے پُر ہو جاتے ہیں۔

اور علامہ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کائنات کے تمام اعمال ومظاہر کا اس طرح واقع ہونا کہ ہر چیز پرورش کرنے والی اور ہر تاثیر زندگی بخشنے والی ہے، اور پھر ایک ایسے نظام ربوبیت کا موجود ہونا جو ہر حالت کی رعایت کرتا، اور ہر طرح کی مناسبت ملحوظ رکھتا ہے، ہر انسان کو وجدانی طور پر یقین دلاتا ہے کہ ایک پروردگار عالم ہستی موجود ہے، اور وہ ان تمام صفتوں سے متصف ہے جن کے بغیر نظام ربوبیت کا یہ کامل اور بے عیب کارخانہ وجود میں نہیں آسکتا تھا۔(ترجمان القرآن ۱/ ۸۶)

اور اس رب العالمین نے کائنات کی ہر مخلوق کے لئے ایک ایسا بہترین نظام تیار کیا ہے کہ ہر چیز ضبط وترتیب کے ساتھ واقع ہوئی ہے، جیسا کہ علامہ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کائنات خلقت اور اس کی ہر چیز کی بناوٹ کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ ہر چیز ضبط وترتیب کے ساتھ ایک خاص نظام وقانون میں منسلک ہے اور کوئی شئی نہیں جو حکمت ومصلحت سے خالی ہو۔(ترجمان القرآن ۱/ ۸۳)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اس محکم ومتقن نظام کائنات میں تدبیر کرنے والا صرف اللہ عزوجل ہے، جس کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا ہے، اور نہ ہی ایک دانہ اگ سکتا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں علامہ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گیہوں کا ایک دانہ اپنی ہتھیلی پر رکھ لو اور اس کی پیدائش سے لے کر اس کی پختگی وتکمیل تک کے تمام احوال وظروف پر غور کرو، کیا یہ حقیر سا ایک دانہ بھی وجود میں آسکتا تھا اگر تمام کارخانۂ ہستی ایک خاص نظم وترتیب کے ساتھ اس کی بناوٹ میں سرگرم نہ رہتا؟ اور اگر دنیا میں ایک ایسا نظام ربوبیت موجود ہے تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ربوبیت رکھنی والی ہستی موجود نہ ہو؟'' (ترجمان القرآن (۱/ ۸۹)

☆☆☆

سنت نبوی بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے

مولانا غازی عزیر

ہمارا یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظ کو قرآن محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اسی طرح حفاظ حدیث کو بھی احادیث نبوی کی حفاظت کی توفیق بخشی ہے، کیونکہ اگر حدیث دین ہے تو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی حق تعالیٰ کو ہی ہونا چاہیے۔ ورنہ دین ناقص رہ جائے گا۔ بعض لوگ بلا وجہ یہاں اس بے اطمینانی میں مبتلا نظر آتے ہیں لیکن یہ بے اطمینانی دراصل تحفظ دین کے بنیادی فلسفہ اور طریقہ کار سے لاعلمی کا نتیجہ ہے جس طرح اجماع امت میں ہر فرد محفوظ نہیں ہوتا لیکن بحیثیت مجموعی مجتہدین کو عصمت کا مقام حاصل ہوتا ہے، ٹھیک یہی صورت حفاظ قرآن کی بھی ہے۔ کسی نے ان کو غیر انسان یا اللہ کی مقرر کردہ فطری حدود سے ماوراء نہیں سمجھا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی ان کی انسانی کاوشوں کو بحیثیت مجموعی غیر محفوظ نہیں سمجھتا، پھر کیا وجہ ہے کہ احادیث نبوی کو روایت کرنے والے ہی صحابہ، رواۃ اور حفاظ جنھوں نے قرآن کو بھی حفظ ونقل کیا ہے، حفظ وروایت قرآن میں تو معتبر پائے جائیں لیکن روایت حدیث میں انہیں مشتبہ سمجھا جائے۔ اگر وہ لوگ نقل وروایت اور ضبط وحفاظت کے معاملہ میں تحریف وتساہل کے خوگر تھے تو جس طرح ان غیر محتاط رواۃ کی روایت کردہ احادیث ناقابل اعتماد ہیں اسی طرح ان کی روایت ونقل سے آئی ہوئی آیات اللہ (قرآن) کا بھی اعتبار باقی نہیں رہنا چاہیے، لیکن ایسا کوئی بھی شخص نہیں کہتا۔

صدیوں سال قبل ان جیسے شکوک وشبہات کا علامہ شریک بن عبداللہ النخعی القاضی (م ۱۷۷ھ) نے کیا خوب جواب دیا تھا جب کہ بعض لوگوں نے آں رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ ''ایک گروہ صفات کے متعلق احادیث پر شبہ کا اظہار بلکہ انکار کرتا ہے۔ یہ سن کر شریک بن عبداللہ النخعیؒ نے پوچھا کہ ''وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا کہ ''وہ ان احادیث میں طعن کرتے ہیں۔'' آں رحمہ اللہ نے جواب دیا:

''جن لوگوں نے ان احادیث کو نقل کیا ہے، انہیں لوگوں نے قرآن کو بھی نقل کیا ہے، اور یہ بات کہ نماز پانچ وقت کی ہے، اسی طرح حج بیت اللہ اور رمضان کے روزوں کی تفصیلات وغیرہ سبھی چیزیں انہی لوگوں سے منقول ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو انہیں احادیث کے ذریعہ پہچان سکتے ہیں۔ (لہٰذا شبہ وانکار کی آخر کیا وجہ ہوسکتی ہے؟) (الشریعۃ للآجری حدیث نمبر: ۳۰۶)

اب ہم ذیل میں قرآن کریم، سنت نبوی اور علماء سلف کے اقوال کی روشنی میں سنت نبوی کے محفوظ ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:۴۳) ''اور ہم نے آپ پر یہ ذکر اتارا ہے تا کہ آپ لوگوں کو (اس کے احکام) کھول کر بیان کر دیں جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔''

اس آیت میں لفظ ''ذکر'' کی تعیین کے متعلق اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی صحیح تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی ہر وحی (قرآن وسنت) ہے۔ اگر ''ذکر'' کے معنی صرف قرآن سمجھے جائیں تو دوسری آیت (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) (الحجر:۹) کی رو سے سنت تو غیر محفوظ قرار پائے گی۔ اگر سنت غیر محفوظ ہوئی تو اس میں اکاذیب، اباطیل اور افتراءات کا دخل ممکن ہوا جو شریعت کے فساد وابطال کے لئے کافی ہے، حالانکہ دین کے غیر محفوظ ہونے کا سوئے ظن کسی کو نہیں ہے۔ پس ''ذکر'' کا اطلاق قرآن وسنت دونوں پر یکساں طور پر کرنا محقق ہوا۔ سلف صالحین بھی لفظ ''ذکر'' سے قرآن وسنت دونوں ہی مراد لیتے رہے ہیں، چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا: ''هذه الأحاديث الموضوعة'' یعنی ان موضوع احادیث کا کیا ہوگا؟ تو آںؒ نے جواب دیا: ''تعيش لها الجهابذة انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (الباعث الحثیث ص ۸۷، تدریب الراوی ۱/۸۲، اللآلی المصنوعہ ۲/۴۷۳، مقدمہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۱/۶)'' اس کے لئے نقاد موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

علامہ حافظ ابن قیمؒ اور علامہ ابن حزم اندلسیؒ وغیرہما نے بھی ''ذکر'' کے معنی میں قرآن کے ساتھ سنت کو بھی داخل سمجھا ہے جیسا کہ آگے پیش کی جانے والی بعض عبارتوں سے واضح ہوگا۔ اگر اب بھی کوئی لفظ ''ذکر'' کو صرف قرآن کے لئے ہی خاص سمجھنے پر اصرار کرے تو سورہ النحل کی آیت نمبر ۴۴ سے زیادہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منصب ہی نکھر کر آئے گا کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کے لئے قرآن مجید کی تبیین پر مامور کیا گیا ہے۔ اب تحفظ حدیث کے منکرین کے اعتراض کو اس آیت کے مذکورہ مفہوم کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمائی گئی قرآن کریم کے مجمل احکام کی تبیین کو (نعوذ باللہ) ناقص، غیر محفوظ اور غیر یقینی سمجھا جائے یا یہ اشتباہ کہ آج اس کا اصل مضمون محفوظ نہیں رہا ہے تو اس سے منطقی طور پر قرآنی نصوص سے انتفاع کا بطلان لازم آئے گا۔ پس اس بات پر یقین رکھنا ضروری ہے کہ جو شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی مکمل کر دی گئی وہ یقیناً آج بھی مسلمانوں کے لئے مکمل محفوظ اور

باقی ہے، کسی بھی دور میں اس میں کوئی نقص یا نسخ واقع نہیں ہوا۔ یہ بات بذات خود اس کی حفاظت کے غیر معمولی ہونے کی بے نظیر دلیل ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ غیر معمولی تحفظ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی جانب سے ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگ فتنہ وضع حدیث کے رونما ہونے کے باعث ذخیرہ احادیث کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں لیکن یہ بات انتہائی ناقابل یقین ہے کہ اللہ کے دین اور دشمن دین چیزوں، کذب، افتراء، اختراعات اور موضوعات وغیرہ کی جنگ میں اللہ کے دین کو شکست ہو جائے اور دشمن دین چیزیں اس پر غالب آ جائیں یا پھر احکام شریعت میں باطل چیزوں کی اس قدر آمیزش ہو جائے کہ عالم اسلام میں سے کسی مسلمان کے لئے بھی حق و باطل میں تمیز کرنا محال ہو کر رہ جائے۔ اگر کوئی شخص ایسا کہتا یا سمجھتا ہے تو اس کے قول کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے دین میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو چکا ہے اور احکام الٰہی میں ایسی باطل اشیاء کی آمیزش ہوگئی ہے کہ جن کو ماننے کا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قطعاً حکم نہیں دیا تھا۔ اگر قائل کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین کی حفاظت کرنے سے قاصر رہا یا پھر اپنے ہی دین کی تخریب سے یک گونہ رضامند ہوا۔ لیکن چونکہ یہ دونوں چیزیں ممکن نہیں ہیں لہٰذا قائل کا یہ قول کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ آج بھی سرمایہ حدیث کا بیشتر حصہ جوں کا توں محفوظ ہے۔ اگر فتنہ انگیز عوامل کی ناعاقبت اندیش ریشہ دوانیوں کے باعث اس کا کچھ حصہ ضائع ہوا بھی ہے تو امت کو یقیناً اس کی ضرورت نہ تھی، ورنہ اللہ عزوجل نے جس طرح حدیث نبوی کے اس بڑے ذخیرہ کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح اس مختصر سے حصہ کے تحفظ کی بھی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور پیدا فرما دیتا۔ اس بارہ میں حافظ ابن الصلاحؒ نے ایک نفیس بحث کے دوران کیا ہی عمدہ بات لکھی ہے:

"جب احادیث نبویہ کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ عزوجل نے لے رکھا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ کوئی حدیث جمع و تدوین اور حفاظت بشری سے باہر رہ گئی ہو۔ لہٰذا بقول امام بیہقیؒ اگر اب کوئی شخص ایسی حدیث لا کر بیان کرے جس کا وجود محدثین متقدمین ومتاخرین کی جوامع ومسندات ومصنفات میں سے کسی میں بھی نہ ہو تو وہ حدیث ناقابل قبول قرار دی جائے گی (کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ وہ حدیث نبوی ہو اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے اسے محفوظ نہ کیا ہو، جبکہ صاحب شریعت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔" (مقدمہ ابن الصلاح، ص: ۱۳۳)

امام سفیان الثوریؒ کا مشہور قول ہے کہ "ما ستر الله عزوجل أحدا يكذب في الحديث" یعنی "اگر کوئی شخص (گھر کی چہار دیواری کے اندر بھی) حدیث کے بارہ میں جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ظاہر فرما دے گا۔" (الموضوعات لابن الجوزی ۱/ ۴۸، الضعفاء والمجروحین ۱/ ۳۲)

سفیان ثوریؒ کا ایک اور قول ہے کہ الملائكة حراس السماء وأصحاب الحديث حراس الأرض یعنی "فرشتے آسمان کے نگہبان ہیں اور محدثین زمین کے" (تنزیہ الشریعہ لابن عراق ۱/ ۱۶، اللآلی المصنوعة للسیوطی ۲/ ۴۷۴) اور امام عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے: لوهم رجل في السحر أن يكذب في الحديث لأصبح الناس يقولون فلان كذاب (الموضوعات لابن الجوزی ۱/ ۴۹) اور یزید بن زریعؒ کا قول ہے کہ "لكل دين فرسان وفرسان هذا الدين أصحاب الأسانيد (تنزیہ الشریعہ لابن عراق ۱/ ۱۶، اللآلی المصنوعة ۲/ ۴۷۴) اور امام دارقطنیؒ کا قول ہے: يا أهل بغداد لا تظنوا أن أحدا يقدر يكذب على رسول الله ﷺ وأنا حي یعنی "اے بغداد والو! یہ نہ سمجھو کہ تم میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ سکتا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں۔" اسی طرح منقول ہے کہ ان للأثر جهابذة كجهابذة الورق (المدخل الی دلائل النبوة ۱/ ۴۳) یعنی "جس طرح چاندی کو پرکھنے والے ہوتے ہیں اسی طرح حدیث کے نقاد بھی موجود ہیں۔" اس طرح کے اور بھی بہت سے اقوال پیش کئے جا سکتے ہیں جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے احادیث کو ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لئے محدثین کرام سے کس قدر گراں قدر خدمات لی ہیں۔

حدیث نبوی کے محفوظ ہونے پر امام ابن حزم اندلسیؒ نے نہایت قابل قدر بحث درج فرمائی ہے، چنانچہ ایک مقام پر خبر واحد کی حجیت پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

خبر واحد میں شبہات اصلاً سند کی وجہ سے ہی ہیں لیکن جب ان احادیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست صحابہ کرام نے سنا تھا تو اس وقت نہ کوئی سند تھی اور نہ شک وشبہ، گویا دین محفوظ تھا تو کیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے وعدہ کی مدت یہیں پر ختم ہوگئی؟ مستقبل کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ فرمایا کہ کذاب، وضاعین اور مفتری بہ آسانی دین حق پر غالب آ گئے؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو بلاشبہ دین تا قیامت محفوظ ہوگا، پس ثابت ہوا کہ یقیناً کسی عادل راوی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والی ہر متصل خبر واحد قطعی، موجب عمل اور موجب علم ہے۔" (الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ۱/ ۱۲۴)

آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: "دین مکمل ہے جیسا کہ آیت اليوم أكملت لكم دينكم سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے جیسا کہ (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ (سورہ الحجر: ۹) سے واضح ہوتا ہے۔ پس اگر متاخرین فقہاء کے خیال کے مطابق مکمل دین پر ظنون واوہام غالب ہو جائیں اور حق و باطل اس طرح خلط ملط ہو جائے کہ ان کے مابین تمیز محال ہو تو حفاظت دین کا وعدہ کس طرح پورا ہوا؟ واضح رہے کہ آیت محولہ میں لفظ "الذکر"

قرآن وسنت دونوں پر حاوی ہے۔ پس اگر متاخرین کے خیال کو درست مان لیا جائے تو یہ دین سے انسلاخ، شریعت میں تشکیک اور دین کے انہدام کے مترادف ہوگا۔‘‘ (لاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم: ۱/۱۲۳)

اور ’’قرآن اور خبر صحیح میں سے بعض بعض کی طرف مضاف ہیں اور وہ دونوں اللہ عزوجل کی جانب سے منزل ہونے کے سبب دراصل ایک ہی چیز ہیں۔ وجوب اطاعت کے باب میں ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے، جیسا کہ ہم اس باب میں اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ (الانبیاء:۴۵) ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ خبر دے رہا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تمام کا تمام وحی ہے اور وحی بلا خلاف ذکر ہے اور ذکر نص قرآن کے مطابق محفوظ ہے‘‘۔ (الاحکام لابن حزم ۱/ ۸۸)

آگے چل کر آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خود اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم: ۳،۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ اعلان بھی کرنے کا حکم دیا ہے: ان أتبع الا ما یوحی الی اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ پس واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کلام دین میں وحی ہے اور بلا شک وشبہ وحی اللہ کی جانب سے بھیجی جاتی ہے۔ اس بارے میں بھی اہل لغت اور اہل شریعت کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہر وحی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ’’ذکر‘‘ ہے اور ہر وحی یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے حفظ میں ہونے کے باعث محفوظ ہے۔

اور جن چیزوں کی حفاظت کا ذمہ داللہ تعالیٰ نے لیا ہے ان کے متعلق یہ ضمانت موجود ہے کہ ان میں سے نہ کوئی چیز ضائع ہوسکتی ہے اور نہ ان میں کبھی کوئی ایسی تحریف ممکن ہے جس کا بطلان غیر واضح ہو۔ ایسے خدشات تو کسی عقل سے کورے شخص کے ذہن ہی میں جگہ پاسکتے ہیں۔ پس واجب ہے کہ جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت وتولیت کے باعث محفوظ اور ہر طالب کے لئے دنیا کے باقی رہنے تک اسی طرح مبلغ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (الانعام:۱۹)

پس اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو لازماً ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے متعلق جو کچھ بھی فرمایا اس میں سے کسی شئے کے ضیاع کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس بات کا کوئی راستہ ہے کہ کوئی باطل اور موضوع چیز اس میں داخل ہوجائے اور اس قدر خلط ملط ہوجائے کہ کوئی شخص یقینی طور پر اس کی تمیز نہ کرسکتا ہو۔ اگر اس امکان کو جائز قرار دیا جائے تو ذکر غیر محفوظ ہوجائے گا حالانکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کوئی بھی مسلم ایسا نہیں سوچ سکتا کیونکہ اس سے آیت کی تکذیب اور اللہ کی طرف سے وعدہ خلافی کا اظہار ہوتا ہے۔ (فنعوذ باللہ)

اگر یہاں کوئی یہ کہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی مراد صرف قرآن کی حفاظت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تمام وحی جو قرآن نہیں ہے اس کی ضمانت اللہ کے ذمہ نہیں ہے۔ تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ یہ دعویٰ دلیل وبرہان کے بغیر محض ایک جھوٹا دعویٰ ہے۔ ’’الذکر‘‘ کی یہ تخصیص بلا دلیل ہونے کے باعث باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو دلیل پیش کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ ہو وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ لہٰذا اسم ’’الذکر‘‘ عام ہے اور ہر اس چیز پر واقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل فرمائی، وہ قرآن ہو یا قرآن کی شرح سنت۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (سورہ نحل:۴۴) اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے قرآن کی توضیح وبیان کے لئے مامور تھے کیونکہ قرآن میں بہت سی چیزیں مجمل ہیں مثلاً صلاۃ، زکوۃ اور حج وغیرہ۔ ان چیزوں کے متعلق جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے الفاظ میں ہمارے لئے لازم قرار دیا ہے، ہم کچھ نہیں جان سکتے الا یہ کہ ان الفاظ کی اس توضیح وتفسیر کی طرف رجوع کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، پس اگر ان مجملات قرآن کی بیان کردہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر وبیان غیر محفوظ ہو یا اس کی سلامتی کی کوئی ضمانت موجود نہ ہو تو نصوص قرآن سے انتفاع باطل ہوا جس سے ہمارے اوپر فرض کی گئی شریعت کا بیشتر حصہ باطل ہوجاتا ہے۔‘‘ (الاحکام لابن حزم ۱/ ۱۰۹-۱۱۰)

اگرچہ امام ابن حزم اندلسیؒ کے اس مدلل، مفصل اور واضح کلام کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن پھر بھی قارئین کرام کی دلچسپی کے پیش نظر بعض دوسرے مشاہیر کے اقوال بھی پیش خدمت ہیں:

حافظ ابن قیمؒ آیت إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: فعلم أن كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الدين كله وحى من عندالله فهو ذكر أنزله الله (الصواعق المرسلة ۲/ ۳۷۱) ’’یعنی پس معلوم ہوا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دینی معاملات میں ہر ارشاد نرا وحی الٰہی ہے اور جب یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی ہے تو اس ’’ذکر‘‘ کے حکم میں داخل ہے۔ (جس کی حفاظت کا وعدہ وذمہ اللہ عزوجل نے لے رکھا ہے۔)

☆☆☆

ترجمان

مولانا ابوعدنان سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی

سترہ کے احکام ومسائل (۲)

اگر نمازی کے سامنے سترہ نا ہو تو کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جائے گی؟ ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ". قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: "الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ"

یعنی جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہوگی تو وہ اسے سترہ مہیا کرے گی، اور جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہوگی تو گدھا، (بالغ) عورت اور سیاہ کتا اس کی نماز کو قطع کریں گے۔'' میں نے کہا: اے ابوذر! سیاہ کتے کی لال کتے یا زرد کتے سے تخصیص کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے مجھ سے کیا ہے تو آپ نے فرمایا تھا: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم/۵۱۰، سنن ترمذی/۳۳۸، سنن ابوداود/۷۰۲)

حدیثوں میں ان تین چیزوں کی تخصیص وارد ہے کہ یہ چیزیں اگر نمازی کے سامنے سے گزر جاتی ہیں اور اس کے سامنے سترہ نہ ہو تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

گدھا اور عورت کا مسئلہ تو واضح ہے کہ جب یہ دونوں چیزیں گزریں گی تو ہمیں علم ہو جائے گا لیکن شیطان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی نظروں سے اوجھل بنایا ہے اور شیطان ہمیں نقصان پہنچانے کا کوئی لمحہ نہیں چھوڑتا ہے تو بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ہم بغیر سترہ نماز پڑھیں اور یہ شیطان ہماری نماز کو نہ کاٹ دے۔ اس لئے جو شخص بغیر سترہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کے تعلق سے ہم مطمئن نہیں رہ سکتے بلکہ ہمیشہ یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں شیطان نے اس کی نماز کو کاٹ نہ دیا ہو جس کی وجہ سے اس کی نماز ٹوٹ گئی ہو۔

قطع صلاۃ سے مراد و مطلب اکثر علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے خشوع خضوع میں فرق آجاتا ہے۔ یہی قول علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، سعید بن المسیب، امام مالک، امام ثوری، امام شافعی رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کا ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح السنۃ ۲/۴۶۲، المحلی ۲/۳۲۴، سنن ترمذی ۲/۲۵۸، التمہید ۲۱/۱۶۸)

جب کہ امام احمد، امام ابن منذر، امام ابن حزم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام شوکانی، امام ابن باز، امام ابن عثیمین رحمہم اللہ وغیرہم نے ظاہری مفہوم مراد لیا ہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (الانصاف للمرداوی ۲/۷۷، شرح صحیح البخاری لابن بطال ۲/۱۴۱، فتح الباری لابن رجب ۴/۱۱۵، الاوسط ۵/۹۴، المحلی ۲/۳۲۰، مجموع الفتاویٰ ۳/۹۹، زاد المعاد ۱/۳۰۶، نیل الاوطار ۳/۱۸، مجموع فتاویٰ ابن باز۔ ۱۱/۹۰، مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین ۱۳/۳۱۸)

اس کی تائید ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے: "تُعادُ الصلاةُ من ممرِّ الحمارِ، والمرأةِ، والكلبِ الأسودِ" یعنی گدھے، عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ/۸۳۱، صحیح ابن حبان/۲۳۹۱، شیخ البانی نے صحیحہ/۳۳۲۳ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

تاہم خیال رہے عورت کا گزرنا (جس سے نماز ٹوٹ جائے گی) اور بات ہے اور عورت کا نمازی کے آگے لیٹے ہونا جداگانہ شے ہے جو جائز ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوتی تھیں اور نبی ﷺ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح بخاری/۵۱۱)

ایک ضروری وضاحت: ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ، وَادْرَءُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ" "نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی، جس قدر ہو سکے گزرنے والے کو دفع کرو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (سنن ابوداود/۷۱۹)

یہ روایت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے علاوہ انس بن مالک، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے لیکن اس روایت کو علمائے کرام کی کثیر تعداد نے ضعیف قرار دیا ہے جن میں امام ابن حزم، امام ابن جوزی، امام نووی، امام ابن قدامہ، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر، امام شوکانی اور شیخ البانی رحمہم اللہ اہم اور قابل ذکر ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں: المحلی ۲/۳۲۶، التحقیق فی احادیث الخلاف لابن الجوزی ۱/۴۲۷، شرح مسلم للنووی ۴/۲۲۷، المغنی ۲/۸۲، مجموع الفتاویٰ ۲۱/۱۶، فتح الباری ۱/۴۷۷، نیل الاوطار ۳/۱۶، تمام المنۃ، ص/۳۰۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے تمام المنہ، ص: ۳۰۷ میں جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں مجالد بن سعید نامی راوی ہے جو قوی نہیں ہے اور وہ اپنی عمر کے آخری مرحلے میں اختلاط کے شکار ہو گئے تھے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں کہا ہے۔

دوسری بات مجالد بن سعید اس روایت میں اضطراب کے شکار ہیں۔ کبھی تو

اسے وداک سے موقوفاً روایت کرتے ہیں تو کبھی رسول اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر امام ابن حزم اور نووی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

"لاَ یَقْطَعُ الصَّلاةَ شَیْءٌ" کے ضعیف ہونے کی دلیل یہ بات بھی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث صحیحین میں وارد ہے لیکن اس میں یہ جملہ موجود نہیں ہے گویا کہ یہ جملہ منکر ہوا اور منکر ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہوگا۔

ہاں، یہ ضرور ہے کہ یہ جملہ دوسری سندوں سے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے لیکن سبھی سندیں ضعیف ہیں، بعض معاصر محدثین نے انہیں حسن یا صحیح قرار دیا ہے لیکن ان کی بات درست نہیں ہے کیونکہ شیخ البانی نے اس کے ضعف اور اسباب ضعف کو بہت واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ضعیف ابوداؤد/۱۱۶-۱۱۷، ضعیفہ/۵۶۶۱)

اس کے علاوہ اس باب میں اس کے مخالف حدیثیں ثابت ہیں جو صحیح ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تین چیزیں انسان کی نماز کو کاٹ دیتی ہیں تو ان روایتوں کو صحیح ہونے کی وجہ سے اپنانا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

سترہ رکھ کر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے کی سنگینی: اگر کوئی اپنے سامنے سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنا سخت گناہ کا کام ہے۔ ابوجہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لو يعلمُ المارُّ بين يدي المُصلِّي ماذا عليه، لكان أنْ يقِفَ أربعين خيرًا له مِن أنْ يمُرَّ بين يديه، قال: أبو النَّضر: لا أدري، أقال أربعين يومًا، أو شهرًا، أو سنةً" (صحیح بخاری/۵۱۰، صحیح مسلم/۵۰۷) یعنی اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جانتا کہ اس پر کس قدر گناہ ہے تو آگے سے گزرنے کے بجائے وہاں چالیس تک کھڑے رہنے کو پسند کرتا۔ (راوی حدیث) ابوالنضر نے کہا: مجھے یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہے یا مہینے یا سال۔

وجہ استدلال: "ماذا علیہ" کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ گزرنے والے کو کس قدر گناہ ملے گا تو وہ اس گناہ کے ارتکاب کرنے کے مقابلے چالیس روز، مہینہ یا سال تک اس جگہ کھڑے رہنے کو ترجیح دے گا۔ اس سے اس ممانعت کی شدت اور اس پر سخت وعید کا اندازہ ہوتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۴/۲۲۵)

اگر سترہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے گزرنا جائز ہو گا؟ اگر کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر کوئی اس کے سامنے سے گزر رہا ہو تو کیا اس کے لئے کوئی حد متعین ہے کہ نمازی کے اس مقدار سے آگے سے گزرنا ہے۔ یہ مسئلہ بھی علمائے کرام کے مابین مختلف ہے اور مسئلہ ہذا میں علمائے کرام کے چار اقوال ہیں:

بعض حضرات اس کی کوئی حد نہیں بتلاتے اور کہتے ہیں کہ کتنا بھی زیادہ فاصلہ ہو، نمازی کے آگے سے کسی بھی صورت میں گزرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اس موقف میں کوئی معقولیت نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد کے سب سے پیچھے کی صف میں کھڑا ہو کر نماز شروع کر دیا اور کسی کو دوسری طرف ضروری طور پر جانا ہے تو اسے محض اس وجہ سے روکنا کہ پچھلی صف میں ایک شخص بغیر سترہ نماز پڑھ رہا ہے مناسب نہیں لگتا ہے۔

ابوجہیم عبداللہ بن حارث انصاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَوْ يَعْلَمُ المَارُّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" یعنی اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کے لئے چالیس (دن، مہینے، یا سال) تک کھڑا رہنا گزرنے سے بہتر ہوگا۔ (صحیح بخاری/۵۱۰)

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ لہٰذا کسی بھی حالت میں نمازی اور سترہ کے درمیان سے یا اگر سترہ موجود نہ ہو تو نمازی کے آگے سے نہ گزرا جائے۔ یاد رہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی یہ ممانعت مطلقاً ہے۔ گزرنے والا خواہ کئی میلوں کے فاصلے سے بھی گزرے، اسے اتنا گناہ ہے جتنا کہ قریب سے گزرنے والے کے لئے ہے۔ لیکن کچھ لوگ اس ممانعت کو ایک صف یا چند صفوں تک کے فاصلہ سے محدود کر دیتے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے پتھر پھینکنے کے فاصلہ سے زیادہ دور سے گزرے گا۔ یوں تو یہ قول ایک حدیث پر مبنی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور اسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا صلَّى أحدُكم إلى غير سُترة فإنه يَقطَع صلاتَه الكلب والحمار والخنزير والمجوسي واليهودي والمرأة، ويُجزِئ عنه إذا مَرُّوا بين يديه قَذْفَةً بِحَجَرٍ"

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص بغیر سترے کے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے کتے، گدھے، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر وہ پتھر پھینکنے کے برابر فاصلے سے زیادہ فاصلے سے گزریں تو نماز نہیں ٹوٹے گی (اتنا فاصلہ اس کو کفایت کر جائے گا)۔" (سنن ابوداود/۷۰۴)

یہ حدیث قابل استدلال نہیں، کیونکہ ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں پتھر پھینکنے کی تفصیل مجہول ہے، پتھر کس طرح پھینکنا ہے؟ پھر پھینکنے کی مقدار اور مسافت میں بھی فرق ہوگا، کوئی زیادہ زور سے پھینکے گا تو اس کا فاصلہ دوسرے پھینکنے والے سے زیادہ ہی ہوگا۔ اس کی قطعی مسافت کا فیصلہ ناممکن ہے۔

تیسرا موقف یہ ہے کہ نمازی کے لئے سترہ کی جو مسافت ہے، اس کے آگے سے گزر سکتا ہے، اس کے اندر سے گزرنا منع ہے یعنی اگر کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو تو نمازی کے پاس سے تین ہاتھ کی دوری سے گزر سکتے ہیں لیکن تین ہاتھ کے اندر سے نہیں گزر سکتے ہیں۔ اس قول کے حاملین نے درج ذیل احادیث کے ذریعہ اپنے موقف کو ثابت کیا ہے:

۱۔ نافع بیان کرتے ہیں: "أن عبد الله بن عمر كان إذا دخل الكعبة

مشى قبل وجهه حين يدخل وجعل الباب قبل ظهره فمشى حتى يكون بينه وبين الجدار الذى قبل وجهه قريبا من ثلاثة أذرع صلى يتوخى المكان الذى أخبره به بلال أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى فيه ." یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو سامنے کی دیوار تقریباً تین ہاتھ رہ جاتی تو نماز پڑھتے تھے۔ اس طرح آپ اس جگہ نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے جس کے متعلق بلال رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہیں نماز پڑھی تھی۔" (صحیح بخاری/۴۸۴)

۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"كان بين مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين الجدار ممر الشاة" یعنی نبی کریم ﷺ کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کے برابر جگہ ہوتی تھی۔" (صحیح بخاری/۴۹۶، صحیح مسلم/۵۰۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن بطال کے بقول: یہ وہ کم از کم جگہ ہے جو نمازی اور سترے کے درمیان ہونی چاہیے یعنی بکری کے گزرنے کے برابر۔ ایک قول کے مطابق اس کی کم از کم مقدار تین ہاتھ ہے ... امام داؤدی نے دونوں حدیثوں کے مابین اس طرح تطبیق دی ہے کہ اس کی کم از کم مقدار بکری کے گزرنے کے برابر اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہے۔ بعض اہل علم نے اس طرح بھی دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ہے کہ پہلی کیفیت قیام اور قعدے کے وقت ہے اور دوسری رکوع وسجود کے وقت ہے ... سترے کے قریب ہونے کا حکم بھی حدیث میں مروی ہے جس میں اس کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے کہ "جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو سترے کے قریب ہو جائے، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز کو قطع نہ کر دے۔" اور یہ حکم ہے کہ اگر کوئی نماز اور اس کے سترے کے درمیان سے گزرے تو نمازی اس کو جس طرح ہو سکے روکے۔

حافظ ابن حزمؒ کی رائے بھی یہی ہے، چنانچہ محلیٰ میں ہے: من مر أمام المصلى و جعل بينه و بينه اكثر من ثلاثة اذرع فلا إثم على المار و ليس على المصلى منعه، فان مر أمامه على ثلاثة أذرع فاقل فهو آثم إلا أن تكون سترة المصلى أقل من ثلاثة أذرع فلا حرج على المار فى المرور وراء ها أو عليها ...لم نجد فى البعد عن السترة أكثر من هذا، فكان هذا حد البيان فى أقصى الواجب من ذلك. یعنی جو اپنے اور نمازی کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ کا فاصلہ رکھ کر گزرے تو ایسا شخص گناہ گار نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے روکنا نمازی کے لیے ضروری ہوگا۔ اگر تین ہاتھ کے فاصلے سے یا اس سے کم فاصلے سے کوئی گزرے تو گزرنے والا گناہ گار ہوگا، الا کہ نمازی کا سترہ ہی تین ہاتھ سے کم پر ہو تو اس صورت میں سترے کی دوسری جانب یا اس کے اوپر سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور نمازی کے درمیانی فاصلے کی حد اس سے زیادہ ہمارے علم میں نہیں ہے، اس لیے سترے کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ تک ہونا چاہیے۔

اسی طرح بعض لوگ حدیث میں موجود الفاظ "بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي" سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نمازی کا ہاتھ جہاں تک پہنچتا ہے وہاں تک گزرنا منع ہے۔ اس سے آگے سے گزرنا منع نہیں ہے۔ لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں "بین یدیہ" کا معنیٰ سامنے ہوتا ہے خواہ جتنا بھی دور کیوں نہ ہو۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیات ہیں: "لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ" (سورة الرعد/ ۱۱) یعنی اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا: "وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ" یعنی اور جنوں میں سے کچھ اسکے سامنے اسکے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید ایک جگہ ارشاد فرمایا: "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ" (سورة فصلت/ ۴۲) یعنی باطل اس (قرآن) کے نہ تو آگے سے آسکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے سے، یہ نہایت حکمت والے بہت تعریف شدہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

ان اور ان جیسی دیگر آیات میں لفظ "بَيْنَ يَدَيهِ" استعمال ہوا ہے جس کا معنیٰ "ہاتھوں کے درمیان" نہیں بلکہ "سامنے" کیا جاتا ہے اور یہی معنیٰ عربی لغت کی رو سے درست ہے۔ لہذا احادیث میں مذکور الفاظ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي کا بھی معنیٰ "نمازی کے ہاتھوں کے درمیان" کی بجائے "نمازی کے سامنے" کرنا ہی صحیح ہوگا۔

راجح: بہر حال، ان اقوال میں راجح موقف یہی ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر سترہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے انسان گزر سکتا ہے کیونکہ اس میں غلطی سترہ نہ رکھنے والے کی ہے، گزرنے والے شخص کی غلطی نہیں ہے۔ گزرنے والے شخص کی غلطی تب ہوتی جب وہ سترہ کے باوجود نمازی کے سامنے سے گزرتا۔ ہاں، اگر کوئی شخص احتیاطاً تین ایسے نمازی کے تین ہاتھ دور سے گزرتا ہے تو یہ بہتر ہے بلکہ اگر ممکن ہو تو ایسے شخص کو سترہ سے قریب کر دے یا پھر اس کے سامنے سترہ نما کوئی چیز رکھ دے تاکہ اس کی نماز برباد ہونے سے بچ سکے۔ واللہ اعلم

خانہ کعبہ (مسجد الحرام) میں نمازی کے آگے سے گزرنا؟ خانہ کعبہ میں سترہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ ہم سبھی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ خانہ کعبہ میں ہر وقت لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور وہاں پوری دنیا سے لوگ پہنچتے ہیں، اس وجہ سے کچھ علمائے کرام نے کہا ہے کہ خانہ کعبہ میں سترہ کا اہتمام کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزر جاتا ہے تو یہ بھی گناہ کا کام نہیں ہے۔ مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رأيت رسول الله عليه الصلاة والسلام يصلى مما يلى باب سهم ,والناس يمرون بين يديه ,وليس بينه وبين الكعبة سترة."

یعنی انہوں نے نبی کریم ﷺ کو (مسجد الحرام میں) باب بنی سہم کے پاس نماز

پڑھتے دیکھا جب کہ لوگ آپ ﷺ کے آگے سے گزر رہے تھے اور ان کے درمیان (رسول اللہ ﷺ اور کعبہ کے مابین) سترہ نہیں تھا۔ (مسند احمد ٦/٣٩٩، سنن ابوداؤد/٢٠١٦)

وجہ استدلال: جو لوگ خانہ کعبہ میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کے جواز کے قائل ہیں وہ اس حدیث کے تعلق سے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اگرچہ کچھ ضعف ہے لیکن سبھی مذاہب کا تعامل اس کا مؤید ہے اور اس کے ساتھ مجبوری کو بھی شامل کرلیا جائے (کہ ہجوم کی وجہ سے سترے کا وہاں انتظام مشکل ہے) تو اس سے اور تقویت ہو جاتی ہے۔ پس اس حدیث کی بنا پر بیت اللہ شریف سترے کے حکم سے مستثنیٰ ہوگا۔

اس مسئلہ میں دوسرا موقف یہ ہے کہ مسجد حرام میں بھی سترہ واجب ہے اور اس کو محض ہجوم یا ازدحام کی وجہ سے سترہ کے حکم کو لغو نہیں قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ جب ہم احادیث کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں کچھ ایسی بھی حدیثیں ملتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خانۂ کعبہ میں نماز پڑھی تو سترہ کا اہتمام کیا۔ اگر مسجد حرام میں سترہ کا اہتمام ضروری نہیں ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ خانۂ کعبہ میں سترہ کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ اپنی امت کو اپنے قول یا عمل کے ذریعہ اس کے جواز کی تعلیم دیتے۔

درج ذیل سطور میں ہم کچھ ایسی دلیلیں ذکر کررہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خانۂ کعبہ سترہ کے حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ وہاں بھی سترہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

١۔ سترے کے وجوب اور اہمیت پر مبنی جتنی احادیث ہیں، وہ مطلق ہیں، وہ جس طرح کھلی فضا اور مساجد وغیرہ ہر مقام کو شامل ہیں، اسی طرح ان میں مسجد حرام (بیت اللہ) بھی شامل ہے۔ کسی حدیث سے اس کا استثنا ثابت نہیں۔

٢۔ مطلب بن ابی وداعہؓ کی جس حدیث سے مسجد حرام میں سترہ نہ رکھنے پر استدلال کیا گیا ہے وہ روایت سخت ضعیف ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ کسی ضعیف روایت سے ہم کسی مسئلہ کا استنباط نہیں کرسکتے چہ جائیکہ وہ سخت ضعیف روایت ہو۔

٣۔ علاوہ ازیں اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے، تب بھی اس سے استدلال جائز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے قول کے ذریعہ سترہ کا حکم دیا ہے جبکہ جن احادیث کے ذریعہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ خانۂ کعبہ سترہ کے حکم سے مستثنیٰ ہے یا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے خانہ کعبہ میں بغیر سترہ کے نماز پڑھی ہے وہ حدیث فعلی ہے اور جب کبھی قولی و فعلی حدیث میں تعارض ہو تو ہمیں معلوم ہے کہ قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قد تقرر في الأصول أن فعله لا يعارض القول الخاص بنا، وتلك الأوامر السابقة خاصة بالأمة، فلا يصلح هذا الفعل أن يكون قرينة لصرفها" (نيل الأوطار ٥/ ٦. ٧) یعنی اصول میں یہ بات متحقق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے ان قولی احکام کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا جن کا آپ ﷺ نے خاص طور پر حکم دیا ہے اور سابقہ احادیث جن میں امت کو بالخصوص سترے کا حکم ہے، آپ کا فعل اس بات کا قرینہ (دلیل) نہیں ہوسکتا کہ وہ قولی حدیث سے ثابت شدہ حکم کو اس کے مصرف سے پھیر دے۔

٤۔ متعدد احادیث سے نبی ﷺ کا مسجد حرام میں بھی سترہ رکھنے کا اہتمام ثابت ہے۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اعتمر رسول الله ﷺ فطاف بالبيت و صلى خلف المقام ركعتين و معه من يستره من الناس (صحیح بخاری/١٦٠٠) یعنی نبی ﷺ نے اپنے عمرے میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور آپ کے ساتھ ایسے لوگ تھے جو لوگوں کے لیے سترہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرماتے ہیں۔ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"حتى اذا اتينا البيت معه، استلم الركن فرمل ثلاثا و مشى اربعا، ثم تقدم إلى مقام إبراهيم فقرأ "وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى")البقرة – 125 (فجعل المقام بينه و بين البيت" (صحیح مسلم/١٢١٨) یعنی یہاں تک کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ آئے، آپ نے رکن کا استلام کیا اور تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے، پھر مقام ابراہیم پر آ کر آیت (وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى) (البقرۃ:125) پڑھی اور (دو رکعت ادا کرنے کے لیے) آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کرلیا۔

وجہ استدلال: اس روایت میں اس بات کی صاف صراحت موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مقام ابراہیم کو اپنا سترہ بنایا اور اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی۔ اگر سترہ واجب نہیں ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ مقام ابراہیم کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے جب کعبہ کے اندر نماز پڑھی تھی تو کعبہ کی دیوار کو سترہ بنایا تھا، دیوار کعبہ اور آپ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ (صحیح بخاری/٥٠٦)

٥۔ خادم رسول انس بن مالکؓ کا عمل: انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، ان کا عمل بھی مسجد حرام میں سترہ رکھنے کا مؤید ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رأيت انس بن مالك في المسجد الحرام قد نصب عصا يصلي إليها. (مصنف ابن ابی شیبہ ١/١٧٧) یعنی میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مسجد حرام میں لاٹھی کھڑی کی، اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھی۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ واضح ہے کہ مسجد حرام (بیت اللہ) میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خانۂ کعبہ میں سترہ کا اہتمام صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے ان کی بات درست نہیں ہے کیونکہ سترہ کے عمومی حکم سے خانۂ کعبہ کو مستثنیٰ کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عمرہ کا مسنون طریقہ

مولانا عبدالولی عبدالقوی، یوپی

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:

عمرہ ایک عظیم عبادت اور تقرب الٰہی کا اہم ترین کام ہے، ویسے تو عمرہ صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار واجب ہے، لیکن بکثرت نفلی عمرے کرنا عظیم فضائل کا حامل ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بار بار حج اور عمرہ کیا کرو، کیوں کہ یہ دونوں گناہ اور فقیری کو ایسے ختم کردیتے ہیں جیسا کہ بھٹی کی آگ سونے چاندی اور لوہے کی میل کو نکال پھینکتی ہے......“۔

(حسن صحیح عندالالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب ۲/۱۱۳)

(۱) عمرہ کے فضائل: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما...... “ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے......“۔ (بخاری ۱۷۷۳، مسلم ۱۳۴۹)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“ (بخاری ۱۸۶۳، مسلم ۱۲۵۶)

(۲) عمرہ کا وجوب: اہل علم کے راجح قول کے مطابق جس شخص پر حج واجب ہے اس پر عمرہ بھی واجب ہے، جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:.... اسلام یہ ہے کہ تم کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دو، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور حج وعمرہ کرو...... (صحیح ابن خزیمہ ۱/۳۴۴، (صحیح عندالالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۲/۵)

(۳) عمرہ کے واجب ہونے کی شرائط: ان مسلمانوں پر عمرہ واجب ہے جن میں مندرجہ ذیل شرطیں پائی جائیں:

پہلی شرط: استطاعت: جس شخص کے پاس اہل وعیال کے خرچ کے علاوہ مکہ مکرمہ آنے جانے کے لئے خرچ ہو، تو اس پر عمرہ واجب ہے اور اگر غیر مستطیع عمرہ کرتا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہے۔

دوسری شرط عقل: عقل سے محروم دیوانہ شخص پر عمرہ واجب نہیں ہے، کیوں کہ وہ فقدان عقل کی وجہ سے شرعی احکامات کا مکلّف نہیں۔

تیسری شرط: بلوغت: نابالغ بچے پر عمرہ واجب نہیں، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے، البتہ اگر نابالغ بچہ عمرہ کرتا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہے اور اجر وثواب اس کے والدین کے لئے ہے، لیکن یہ عمرہ نفلی ہوگا، فریضہ اسلام کی جانب سے کفایت نہ کرے گا۔

عورتوں کے لئے مذکورہ شرائط کے علاوہ ایک اور شرط بھی ہے وہ خاوند یا محرم کا ساتھ ہونا، چنانچہ اگر عورت کے پاس سفر میں محرم نہ ہو تو اس پر عمرہ واجب نہیں ہے۔

لہٰذا جس میں مذکورہ بالا شرطیں پائی جائیں اور وہ خود عمرہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو، تو اس پر بلا تاخیر بذات خود عمرہ کرنا واجب ہے اور اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے بذات خود کرنے کی طاقت نہ ہو تو اس کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: اگر بیماری سے شفایابی کی امید ہے تو عمرہ مؤخر کردے یہاں تک کہ شفایاب ہوجائے اور پھر خود عمرہ کرے اور اگر اس دوران انتقال ہوگیا تو اس کے ترکہ سے دوسرے شخص کو اس کی طرف سے عمرہ کے لئے بھیجا جائے اور اس تاخیر میں کوئی گناہ نہیں۔

دوسری حالت: اگر بیماری سے شفایابی کی امید نہ ہو یا ایسا بوڑھا شخص ہو کہ سفر کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس پیسہ سے کسی کو اپنی طرف سے عمرہ کے لئے بھیجے۔

(دیکھئے: أضواء البیان ۵/۹۳-۹۸، شرح العمدۃ لابن تیمیہ ۱/۱۸۳)

(۴) عمرہ کے لئے نکلنے سے پہلے: (۱) عمرہ کے لئے نکلنے سے پہلے اپنی نیت کو ریاونمود شہرت وغیرہ سے پاک کرلیں، کیوں کہ کوئی بھی عبادت اخلاص نیت کے بغیر قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے خالص ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی منظور ہو“۔ (صحیح النسائی ۳۱۴۰)

(۲) شرک سے توبہ کرلیں، کیوں کہ شرک کے ہوتے ہوئے کوئی بھی عبادت عنداللہ مقبول نہیں ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ اگر فرضاً یہ (انبیاء) بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہوجاتے۔ (الانعام: ۸۸)

(۳) رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق عمرہ کرنے کا عزم کریں، کیوں کہ خلاف سنت انجام دی گئی عبادت اللہ کے یہاں غیر قابل قبول ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں تو وہ عنداللہ غیر مقبول ہے۔ (مسلم ۱۸)

(۴) گناہوں سے توبہ اور ظلم وزیادتی سے معافی تلافی کرلیں۔

(۵) مال حلال کا استعمال کریں، کیوں کہ اللہ تعالی پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔

(۵) میقاتوں کا بیان: رسول اللہ ﷺ نے پانچ میقاتیں متعین فرمائی ہیں جو بھی حج یا عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گذرے اس کے لئے ضروری ہے کہ غسل وغیرہ کرکے احرام باندھ لے، بغیر احرام باندھے یہاں سے آگے نہ بڑھے اور اگر کوئی ہوائی جہاز سے سفر کر رہا ہو تو جہاز پر سوار ہونے سے پہلے غسل وغیرہ کرلے یا تو اسی وقت احرام کا کپڑہ پہن لے یا پھر میقات سے قریب پہنچ کر پہن لے، اب جب ہوائی جہاز میقات پر سے گذرے یا اس کے قریب ہو تو عمرہ کی نیت کرلے۔ وہ پانچ میقاتیں یہ ہیں: (۱) اہل مدینہ اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذوالحلیفہ، آج اسے ابیار علی کہتے ہیں (۲) اہل شام، مصر، لیبیا، مغرب، جزائر اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: الجحفہ، آج اسے رابغ کہتے ہیں (۳) اہل نجد، ریاض، دمام، بحرین، کویت اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: قرن المنازل نیا نام السیل الکبیر (۴) اہل یمن، اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے یلملم نیا نام سعدیہ (۵) اہل عراق اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذات عرق۔

(۶) میقات پہنچ کر: چنانچہ آپ مذکورہ آداب سے مزین ہوکر سواری پر سوار ہوں اور خود کو ذکر و دعا میں مشغول رکھتے ہوئے میقات پر پہنچیں اور وہاں مندرجہ ذیل کام انجام دیں: سنت ہے کہ میقات پہنچ کر جسم سے سلے ہوئے کپڑے اتار دیں اور اچھی طرح غسل کریں، میسر ہو تو جسم پر خوشبو لگائیں، احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا جائز نہیں، مرد کا احرام دو چادریں ہیں اگر سفید ہوں تو بہتر ہے، جبکہ خواتین کے لئے کسی خاص لباس کی شرط نہیں ہے بشرطیکہ زرق برق مردوں کے لئے باعث فتنہ نہ ہو، احرام میں ملبوس ہونے کے بعد اب اگر فرض نماز کا وقت ہو فرض نماز ادا کریں اور عمرہ کی نیت کرلیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد عمرہ کی نیت کی تھی، ورنہ دو رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھ لیں اور دل میں عمرہ کی نیت کریں اور زبان سے کہیں: ”اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً“ اور اگر کسی دوسرے کی جانب سے عمرہ کرنا ہو تو دل میں اس کی نیت کریں اور زبان سے کہیں ”اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً عَنْ فُلَانٍ“ فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لیں، واضح رہے کہ احرام کی نیت سے کوئی نماز سنت رسول سے ثابت نہیں ہے، اگر کسی کو بیماری یا کسی اور وجہ سے عمرہ پورا کرنے میں رکاوٹ واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ نیت عمرہ کے وقت یہ شرط لگالے: ”فَإِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِي“ (اگر مجھے اتمام عمرہ میں کوئی رکاوٹ واقع ہوئی تو وہیں حلال ہو جاؤں گا جہاں پر رکاوٹ پیش آئے) تو ایسے شخص پر اتمام عمرہ سے قبل احرام کھولنے کی وجہ سے نہ تو کوئی فدیہ ہوگا اور نہ ہی اس عمرہ کی قضا کرنی پڑے گی الا یہ کہ واجبی عمرہ ہو تو بعد میں اس کی قضا کرے گا اور اگر کسی رکاوٹ کا اندیشہ نہ ہو شرط لگانا مشروع نہیں ہے۔

چھوٹے بچے کا عمرہ صحیح ہے، اگر وہ سن شعور (سات سال) کو نہ پہنچا ہو تو اس کا ولی اسے احرام پہنا کر اس کی طرف سے عمرہ کی نیت کرے گا اور بچہ اس وقت محرم سمجھا جائے گا اور احرام کی جملہ پابندیاں جو کسی بڑے شخص پر ہیں اسے بھی کرنی ہوں گی اور اگر بچہ سن شعور کو پہنچ گیا ہو تو اپنے ولی کی اجازت سے احرام باندھے گا اور احرام کے وقت غسل خوشبو وغیرہ سب کام ویسے ہی کرے گا جیسے کہ بڑا محرم کرتا ہے، ولی جملہ امور میں اس کی اعانت کرے گا یہاں تک کہ اگر بچہ اعمال عمرہ میں سے کوئی عمل کرنے سے عاجز رہتا ہے تو اسے اس کا ولی کرے گا۔

(۷) ممنوعات احرام: احرام باندھ لینے کے بعد عمرہ کرنے والے پر کچھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں، ان کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ امور جو مرد وزن دونوں کے لئے حرام ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) جسم کے کسی بھی حصہ سے بال کاٹنا یا اکھیڑنا (۲) ہاتھ یا پاؤں کے ناخن تراشنا (۳) جسم یا احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا (۴) خشکی کا شکار کرنا یا شکاری کی مدد کرنا (۵) نکاح کرنا یا کروانا یا شادی کا پیغام بھیجنا (۶) بیوی کو بوسہ دینا یا شہوت کے ساتھ اسے چھونا یا ہمبستری کرنا۔

دوسری قسم: وہ امور جو صرف مردوں پر حرام ہیں وہ یہ ہیں: (۱) سر یا چہرہ کو کسی متصل چیز جیسے ٹوپی پگڑی رومال وغیرہ سے ڈھانکنا (۲) سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

تیسری قسم: جو صرف عورتوں پر حرام ہے وہ ہے نقاب اور دستانہ پہننا.....البتہ عورت پر اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کو دوپٹہ وغیرہ سے ڈھانکنا ضروری ہے اور کوشش کرے کہ ہتھیلی بھی ڈھانپ لے۔

اگر کوئی شخص لاعلمی میں یا بھول کر یا نیند میں کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے، لیکن اگر عمداً ایسا کرے تو اس پر فدیہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے وہ ایک بکری ذبح کرے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین دن کے روزے رکھے۔

واضح رہے محرم یا غیر محرم ہر ایک پر حدود حرم کے پرندوں کا شکار، اذخر کے علاوہ کسی خودرو درخت یا پودے کو اکھیڑنا یا کاٹنا ناجائز ہے، اسی طرح کسی گری پڑی چیز کا اٹھانا بھی حرام ہے، الا یہ کہ اس سے اس کا مقصد اس چیز کا اعلان کرنا ہو۔

(۸) عمرہ کے ارکان و واجبات: عمرہ کے تین ارکان ہیں: (۱) عمرہ کی نیت (۲) خانہ کعبہ کا طواف (۳) صفا اور مروہ کی سعی. اور واجبات دو ہیں: (۱) باہر سے آنے والوں کا میقات سے اور مکہ والوں کا حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھنا (۲) حلق یا قصر......ارکان و واجبات کے علاوہ جو اعمال ہیں وہ سنت ہیں۔

واضح رہے اگر کسی نے کوئی رکن چھوڑ دیا تو اس کا عمرہ باطل ہو گیا اور اگر غلطی سے یا بھول کر کوئی واجب چھوڑ دیا تو وہ مکہ میں ایک بکری ذبح کرے اور اس کا گوشت وہاں کے غریبوں میں تقسیم کرے۔

میقات پہنچ کر احرام میں ملبوس ہونے اور عمرہ کی نیت کر لینے کے بعد اب آپ باآواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوں، اور یہ تلبیہ حدود حرم میں داخل ہونے تک جاری رکھیں، خواتین دھیمی آواز سے تلبیہ پڑھیں گی، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: ”لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ“

میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور ساری بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

اگر میسر ہو تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کریں، پھر مکہ پہنچ کر اگر تھکاوٹ ہے اور آرام کرنے کے ضرورت مند ہیں تو آرام کر لیں ورنہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد حرام جائیں، مسجد حرام پہنچ کر پہلے اپنا دایاں پاؤں داخل کریں اور یہ دعا پڑھیں: ”بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ و بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ“

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام ہو، میں مردود شیطان سے اللہ عظیم، اس کے کریم چہرے اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

طواف کے لئے وضو شرط ہے، اس لئے آغاز طواف سے پہلے وضو کر لیں، طواف کی ابتدا حجر اسود سے ہوتی ہے اگر بآسانی ممکن ہو تو اسے بوسہ دے کر طواف شروع کریں، بوسہ کے وقت ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہیں، اگر بوسہ دینے میں مشقت ہو تو اسے ہاتھ یا ڈنڈے سے چھوئیں پھر اسے چوم لیں، اگر اس میں بھی مشقت ہو تو صرف اپنے داہنے ہاتھ سے اس کی طرف ایک بار اشارہ کریں اور ایک بار ”بسم اللہ و اللہ اکبر“ کہیں، لیکن ہاتھ کو نہ چومیں، پھر یہ دعا پڑھتے ہوئے طواف شروع کر دیں:

” أَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِکَ وَ تَصْدِيقاً بِكِتَابِکَ وَ وَفَاءً بِعَهْدِکَ وَإِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “ (ترجمہ: اے اللہ تجھ پر ایمان لا کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفا کر کے اور تیرے نبی محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے۔

اس طرح خانہ کعبہ کے سات چکر لگائیں، دوران طواف خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھیں ہر چکر کی ابتدا و انتہا حجر اسود پر ہوگی، جب رکن یمانی کے پاس پہنچیں اور اژدحام نہ ہو تو صرف داہنے ہاتھ سے اسے چھوئیں لیکن بوسہ نہ دیں اور نہ ہی ہاتھ کو چومیں اور اگر اس کا چھونا مشکل ہو تو اپنا طواف جاری رکھیں، اس کی طرف اشارہ کریں نہ ہی ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہیں، البتہ ہر چکر میں جب حجر اسود سے گذر رہو تو اسے بوسہ دیں یا داہنے ہاتھ سے اس کی طرف ایک بار اشارہ کریں اور ایک بار ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہیں، یہاں تک کہ ساتویں چکر کے اختتام پر بھی ایسا ہی کریں، طواف کے دوران زیادہ سے زیادہ ذکر و اذکار اور دعا میں مشغول رہیں، طواف کے لئے کوئی مخصوص دعا آپ ﷺ سے وارد نہیں ہے، قرآن کریم کی تلاوت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اگر دوران طواف نماز شروع ہو جائے تو کندھا ڈھانپ کر نماز میں شامل ہو جائیں، پھر اسی جگہ سے طواف شروع کر دیں، طواف کے دوران ضرورت پر پانی پینے یا تھوڑی دیر آرام کرنے یا طواف کے لئے ایک منزلہ سے دوسرے منزلہ پر منتقل ہونے یا کسی سے گفتگو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر طواف کے چکروں میں شک پڑ جائے تو جس تعداد پر یقین ہو اس پر عمل کریں، طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے بیچ میں یہ دعا پڑھیں: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی (اعمال خیر کی توفیق) دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا لے۔

اس پہلے طواف کے شروع کے تین چکروں میں صرف مردوں کے لئے رمل یعنی اکڑ کر تیز اور چھوٹے قدموں سے چلنا اور ساتوں چکر میں دائیں کندھے کو کھلا رکھنا مستحب ہے، اس پہلے طواف کے علاوہ کسی اور طواف میں ایسا نہیں کرنا ہے، حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ خانہ کعبہ کی دیواروں، اس کے غلاف یا مقام ابراہیم کو چھونے کا سنت نبوی سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جب سات چکر پورے ہو جائیں تو داہنا کندھا ڈھانک لیں اور مقام ابراہیم کی طرف جائیں جہاں یہ پڑھنا مسنون ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو مصلی (جائے نماز) بنالو“۔ اب مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے بیچ میں کر کے دو رکعت نماز ادا کریں، اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت پڑھ لیں، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھیں، اس کے بعد زمزم کے پاس جائیں آسودہ ہو کر پانی پئیں اور سر پر ڈال لیں، پھر اس کے بعد اگر ممکن ہو تو سنت نبوی کی اتباع میں حجر اسود کے پاس آئیں اسے چھوئیں اور اللہ اکبر کہیں پھر صفا کی طرف نکل پڑیں۔

جب صفا پہاڑی پر نگاہ پڑے تو یہ آیت کریمہ پڑھیں: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں“۔ پھر کہیں: ”أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ“ (یعنی میں اسی (پہاڑی) سے (سعی) شروع کر رہا ہوں جس سے اللہ نے (قرآن مجید) میں شروع کیا ہے) پھر صفا پہاڑی پر اتنا چڑھیں کہ کعبہ نظر آئے لیکن اگر کوشش کے باوجود نظر نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے، وہاں قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر یہ ذکر تین مرتبہ پڑھیں اور اس بیچ اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائی کا بکثرت سوال کریں:

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کا حسن آغاز کل مورخہ ۱۷ر ستمبر کو صبح ۸ر بجے، ملی اتحاد، مسلکی اعتدال، قومی یک جہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وانصاف کے قیام اور دہشت گردی وتشدد کے خاتمہ میں ائمہ، دعاۃ و معلمین کے کردار وغیرہ اہم دینی وسماجی موضوعات پر ماہرین کے محاضرے ہوں گے

دہلی: ۱۶ر ستمبر ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں کہا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام حسب سابق امسال بھی ائمہ، دعاۃ و معلمین کی تربیت وٹریننگ کے لیے مورخہ ۱۷ر تا ۲۴ر ستمبر ۲۰۲۳ء مطابق یکم تا ۸ر ربیع الاول ۱۴۴۵ھ، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی چودہواں آل انڈیا دورۂ تدریبیہ (ریفریشر کورس) برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین منعقد ہو رہا ہے جس میں پورے ملک سے ائمہ، دعاۃ و معلمین شریک ہو رہے ہیں۔ اس ریفریشر کورس کا حسن آغاز کل مورخہ ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۳ء، اتوار کو صبح ۸ر بجے ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اس ریفریشر کورس میں ملی اتحاد، مسلکی اعتدال، اسلامی وسطیت ومیانہ روی، مذہبی رواداری، قومی یک جہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وانصاف کے قیام، دہشت گردی وتشدد کے خاتمہ، آبی وفضائی آلودگی سے تحفظ میں ائمہ، دعاۃ و معلمین کے کردار وغیرہ اہم دینی وسماجی موضوعات پر ماہرین کے محاضرے ہوں گے۔ تاکہ یہ ائمہ، دعاۃ اور معلمین یہاں سے ٹریننگ حاصل کر کے نئی نسل کو ان سب اقدار وتعلیمات کی تربیت کر سکیں۔

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اس ریفریشر کورس کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تدریب وٹریننگ انسانی زندگی کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس سے صلاحیتوں میں نکھار آتا ہے، فعالیت میں اضافہ ہوتا ہے اور میسر وسائل کو منظّم طور پر احساس ذمہ داری کے ساتھ استعمال کر کے قوم وملت اور انسانیت کی خدمت کا سلیقہ ماہرین سے سیکھنے کو ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر مہذب قوم ہر شعبہ حیات میں تدریب وٹریننگ کو لازمی قرار دیتی ہے۔ دعوت الی اللہ، اصلاح معاشرہ، خدمتِ انسانیت اور نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت جو کہ ایک عظیم کام اور ذمہ داری ہے وہ اس بات کی زیادہ متقاضی ہے کہ اس سے وابستہ علماء ودعاۃ، ائمہ اور معلمین کو تدریب وٹریننگ کے مرحلہ سے بہر طور گزارا جائے تاکہ مؤثر طور پر دعوت واصلاح، تعلیم وتربیت اور خدمت انسانیت کا فریضہ انجام دیا جا سکے۔

امیر محترم نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال ائمہ، دعاۃ و معلمین کی تدریب وٹریننگ کا بالالتزام اہتمام کرتی ہے جس میں پورے ملک سے ائمہ، دعاۃ و معلمین شریک ہو کر اکابر علمائے کرام، دینی وعصری جامعات کے موقر اساتذہ او رمختلف شعبہ حیات کے ماہرین کے علم وتجربے سے استفادہ کر کے سماج ومعاشرہ اور ملک وملت کی تعلیم وتربیت، اصلاح اور خدمت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

ائمہ، دعاۃ و معلمین ملک ومعاشرہ میں اتحاد ویک جہتی، امن وانصاف اور انسانی بھائی چارہ کے علمبردار ہیں/ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کے افتتاحی اجلاس میں علماء ودانشوران کا خطاب

دہلی: ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۳ء

بنی آدم ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں۔ ان کے درمیان علاقائی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر تفریق درست نہیں ہے۔ ملی اتحاد، مسلکی اعتدال، اسلامی وسطیت ومیانہ روی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وانصاف کا فروغ ائمہ، دعاۃ و معلمین کا فریضہ اور وظیفہ ہے۔ یہ ائمہ و معلمین اور مصلحین کتاب وسنت اور منہج سلف کی روشنی میں ملک ومعاشرہ میں انہی قدروں کو پروان چڑھاتے ہیں، دوسروں کو زیور تعلیم وتربیت سے مزین کرنے کے لیے شب وروز مساعی صرف کرنے کے ساتھ وہ اپنی اصلاح، تعلیم وتربیت اور تزکیہ کے لیے ہمہ وقت فکر مند رہتے ہیں اور یہ بایں ہمہ علم وفضل کے تدریب وٹریننگ اور ریفریشر کورس میں والہانہ اور بصد ذوق وشوق شریک ہوتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف آج مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودہواں آل اندیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کے افتتاحی اجلاس منعقدہ اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔

امیر محترم نے کہا کہ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کے بجائے اوروں کا محاسبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اصلاح کی جگہ فتنہ وفساد رونما ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں احتساب نفس پر زور دیا گیا ہے۔ امیر محترم نے اپنے خطاب میں دورہ تدریبیہ میں پورے ملک سے آئے ہوئے ائمہ ودعاۃ ومعلمین اوران کو دورہ کے لیے نامزد کرنے والی صوبائی جمعیات اہل حدیث کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ حضرات کا اپنے گھر میں خیر مقدم ہے۔ امیر محترم نے اس موقع پر تمام ذمہ داران جمعیت ودیگر معززین کا بھی شکریہ ادا کیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے افتتاحی خطاب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی جمعیت کے کاز کے تئیں شبانہ روز مساعی اور ایثار وقربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس دورہ تدریبیہ کو ان کی جہود مخلصہ اور پیہم فکرمندیوں کا ایک ادنیٰ مظہر قرار دیا اور کہا کہ دعاۃ ومعلمین کو مطلوبہ صفات واخلاق سے آراستہ ہونا چاہیے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست اور جامعہ ابو ہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے مؤسس ورئیس اور عالم اسلام کی معتبر علمی وتحقیقی شخصیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو دورہ تدریبیہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی اور کہا کہ دعوت واصلاح کے کاموں میں استقامت ضروری ہے۔ اس طرح کے پروگراموں سے نہ صرف سیکھنے کا بلکہ ایک دوسرے کے تجربات اور ایک دوسروں کے احوال وضروریات کو جاننے کا بھی موقع ملتا ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے اپنے کلمات تشکر میں تمام ذمہ داران، معززین اور شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع دینی، دعوتی، تعلیمی، علمی، تحقیقی، قومی، ملی، رفاہی اور انسانی خدمات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ سب امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی مبارک کوششوں اور مسلسل فکرمندیوں کا ثمرہ ہیں اور یہ دورہ تدریبیہ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب ناظم حافظ محمد یوسف نے دورہ تدریبیہ کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے کہا کہ علماء وائمہ اپنی شخصیت کی تعمیر وتشکیل پر دھیان دیں اور پریشانیوں سے بددل نہ ہوں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے شعبہ اردو کے پروفیسر ڈاکٹر ندیم احمد نے دورہ تدریبیہ کو وقت کی بڑی ضرورت قرار دیتے ہوئے ذمہ داران خصوصا امیر محترم کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ علماء احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ علماء قوم وملت کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ وہ خود کو زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ کریں۔

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے جنرل سکریٹری سید تحسین احمد نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مختلف محاذوں پر جو کام کررہی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اہل حدیث علماء مختلف تنظیموں میں جس طرح حکیمانہ انداز میں مل جل کر کام کررہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس دورہ کے انعقاد پر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مفتی مولانا جمیل احمد مدنی صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند خصوصا موجودہ قیادت کو دورہ تدریبیہ اور وقتا فوقتا دیگر پروگراموں کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ علماء حکمت کے ساتھ اصلاح وتربیت کا فریضہ انجام دیں۔

ماہنامہ اصلاح سماج کے ایڈیٹر حافظ محمد طاہر سلفی نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا اس دورہ تدریبیہ کے انعقاد پر شکریہ ادا کرتا ہوں، ان کی قیادت میں جمعیت نے مختلف دعوتی وتربیتی اور رفاہی میدانوں میں فتوحات حاصل کی ہیں۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر مولانا عبدالستار سلفی نے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ودیگر ذمہ داران کو دورے کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ طلب علم مشقتوں سے عبارت ہے۔

المعہد العالی کے استاذ مولانا عزیز احمد مدنی نے دورہ تدریبیہ کی اہمیت وضرورت اور معنویت بیان کرتے ہوئے کہا کہ علماء کو اسلام کی صحیح دعوت مناسب اسلوب میں پیش کرنی چاہیے۔

دورہ تدریبیہ کے کنوینر اور ناظم اجلاس ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے تمام شرکاء کا استقبال کیا اور دورہ تدریبیہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ملک میں سب سے پہلے باضابطہ دورہ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ اس چودھویں دورے میں بھی پورے ملک سے ائمہ دعاۃ ومعلمین شریک ہیں۔ جس میں معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ نونہالان قوم کو صالح بنیادوں پر پروان چڑھانے کی اہمیت وضرورت جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ آلودگی سے تحفظ اور شجرکاری، پانی کا تحفظ خدمت خلق کیوں اور کیسے؟ ملکی قوانین اور ائمہ ودعاۃ کی ذمہ داریاں، مسلم معاشرہ اور میڈیا، ادب ومعاشرہ اور امن وشانتی کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمے میں ائمہ مدارس کے کردار وغیرہ موضوعات پر بھی محاضرے ہوں گے۔

پروگرام کا آغاز مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چل رہے اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کے طالب علم عدنان احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے سکریٹری انجینئر شمس الضحیٰ، انجینئر قمر الزماں، ایاز تقی اور ڈاکٹر عبدالواسع تیمی استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ وغیرہ اہم شخصیات بھی شریک تھیں۔ پریس ریلیز کے مطابق یہ دورہ مورخہ ۲۴ر ستمبر ۲۰۲۳ء کی شام تک جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کا اختتامی اجلاس آج ۲۴؍ستمبر کو بعد نماز مغرب

نئی دہلی: ۲۳؍ستمبر ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ایک ہفتہ سے جاری چودہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا اختتامی پروگرام آج مورخہ ۲۴؍ستمبر ۲۰۲۳ء، بروز اتوار کو بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا جس میں معزز علمائے کرام، مقتدر اراکین مجلس عاملہ، موقر ذمہ داران ملی تنظیمات و دانشوران عظام کے ہاتھوں شرکائے دورہ کو توصیفی اسناد سے نوازا جائے گا۔ واضح رہے کہ چودہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا حسنِ آغاز مورخہ ۱۷؍ستمبر ۲۰۲۳ء کی صبح کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہوا تھا جس میں تقریباً ملک کے ہر صوبے سے ائمہ، دعاۃ ومعلمین شریک ہیں اور اس ریفریشر کورس میں بہت سے نامور علمائے کرام، پروفیسران اور دانشوران عظام و وکلاء کے متعدد مفید عناوین پر اپنے محاضرات ہوئے۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین پورے انہماک سے منعقد کرتی رہی ہے جس میں پورے ہندوستان سے داعیان شرکت کرتے ہیں اور بڑے بڑے علمائے کرام اور دانشوران کے قیمتی محاضرات اور تجربات سے استفادہ کر کے ملک وملت اور انسانیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس آٹھ روزہ ریفریشر کورس میں جن اہم موضوعات پر محاضرے ہوئے ان میں علوم القرآن، علوم الحدیث، سیرت نبوی کا مطالعہ کیوں اور کیسے؟ تدریس کا جدید اسلوب، تکثیری معاشرہ میں داعی کا کردار، داعی کے اوصاف، خارجیت کے مظاہر، دہشت گردی کے خاتمہ میں ائمہ ومعلمین کا کردار، امن وشانتی کے قیام میں ائمہ ومعلمین کا کردار، آلودگی سے تحفظ اور شجر کاری، پانی کا تحفظ وقت کی ضرورت، ادب اور معاشرہ، میڈیا اور مسلم معاشرہ، اخوت و رواداری کے قیام میں ائمہ ومعلمین کا کردار قابل ذکر ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر ملکی وملی مسائل سے متعلق اہم فیصلے ۳۵ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس مارچ ۲۰۲۴ء میں منعقد ہوگی

دہلی۔ ۲۴؍ستمبر ۲۰۲۳ء

آج اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے معزز اراکین عاملہ، صوبائی ذمہ داران اور مدعوئین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امیر محترم نے اجلاس میں خیر مقدمی کلمات کے بعد جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب فرمایا اور عقیدۂ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت، اتحاد ویکجہتی، اخوت و بھائی چارہ، حسن اخلاق، اعتدال و وسطیت پر زور دیا۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز و روشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ مزید برآں ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی و مذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی۔ اس کے بعد ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت کے حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور مستقبل میں دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارتوں کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ موقر مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں اوائل مارچ ۲۰۲۴ء میں پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کی قرارداد میں عقیدۂ توحید اور اسلام کی خوبیوں اور محاسن کو اجاگر کرنے، اسلام اور مسلمانوں کی بابت پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ اور باہمی روابط کو استوار کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں منی پور میں قبائلی خواتین کو برہنہ گھمانے کو انتہائی شرمناک اور مجرموں کے خلاف کڑی کارروائی کی اپیل اور چندریان۔۳ کی چاند پر کامیاب لینڈنگ پر متعلقہ سائنسدانوں اور پوری قوم کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ امن وشانتی کے قیام، قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں ملک اور بیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کی سخت مذمت کرتے ہوئے اسے ایک خاص کمیونٹی سے وابستہ کرنے کو غیر منصفانہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ملک کی مختلف جیلوں میں بند نوجوانوں کے مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے اور فاضل عدالتوں سے باعزت بری ہونے والے نوجوانوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کے اپیل اور ملک میں دن بدن بڑھتی مہنگائی، خوردنی

اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ، کالا بازاری پر قابو پانے کی اپیل کی گئی ہے۔قرار داد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء، انسانی صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں اس لئے ان پر پابندی لگانے کی حکومتوں سے اپیل کی گئی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں مرکزی جمعیت کے زیر اہتمام ہونے والے ملکی پیمانے پر چودھواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین کے انعقاد کو وقت و حالات کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس کی ستائش کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں بعض سیاست دانوں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف زہرافشانی کرنے اور ان کے سماجی وتجارتی بائیکاٹ پر تشویش کا اظہار اور میڈیا سے اپنی صحافتی ذمہ داری ایماندارانہ طریقہ سے نبھانے کی اپیل کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ابھی حال ہی میں جہاں نئی پارلیمنٹ کے افتتاح پر خوشی کا اظہار کیا گیا وہیں اس کے اندر ایک رکن پارلیمنٹ کی طرف سے دوسرے رکن پارلیمنٹ کے خلاف غیر پارلیمانی، غیر مہذب زبان کے استعمال اور سنگین الزام لگانے پر شدید تشویش اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں سویڈن میں قرآن سوزی کے واقعہ کی سخت مذمت اور وہاں کی حکومت کی طرف سے مذہبی کتابوں کی بے حرمتی کو ممنوع قرار دیتے ہوئے قانون سازی کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔اسی طرح فلسطینی قضیہ کے حل کی ضرورت پر زور اور اسرائیل کی جارحانہ کاروائی کی مذمت کی گئی ہے اور ملک وملت اور جماعت وجمعیت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودھواں آل انڈیا آٹھ روزہ ریفریشر کورس برائے ائمہ ودعاۃ ومعلمین بحسن وخوبی اختتام پذیر، متعدد مقتدر دینی، ملی، علمی اور سماجی شخصیات کا خطاب

نئی دہلی ۲۵ر ستمبر ۲۰۲۳ء

علماء کرام، انبیاء علیہم السلام کے وارثین ہیں اور جس طرح انبیاء کرام خاص طور پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کے راستے میں پریشانیاں برداشت کرکے انسانیت کی خدمت کی وہ ان کے لیے اسوہ ونمونہ ہیں۔رواداری، یکجہتی باہمی اخوت وبھائی چارگی، غمگساری مؤمن کی صفات ہیں اس کے دل میں وسعت وکشادگی ہونی چاہیے اور جہاں بھی رہے انسانیت دوستی کا ثبوت دینا چاہیے۔ہم تکثیری معاشرے میں رہتے ہیں ہمیں اپنے پڑوسیوں، ہموطنوں کا خیال رکھنا چاہیے اور اس میں کسی بھی قسم کی تنگ نظری سے احتراز کرنا چاہیے۔ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں سب بھائی بھائی کے شعار کو مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے۔ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کیا۔آپ گزشتہ کل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودھویں آل انڈیا آٹھ روزہ ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے اختتامی اجلاس میں شرکاء دورہ ودیگر مشارکین سے صدارتی خطاب فرمارہے تھے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں حاضرین اجلاس خصوصا ذمہ داران مرکزی وصوبائی اور ذیلی جمعیات اہل حدیث اور ملی تنظیمات، دورے کے موقر محاضرین، کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک سے دورے میں شریک ائمہ، دعاۃ اور معلمین اور کارکنان جمعیت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت نے ہمیشہ خیر امت کا کردار ادا کیا ہے اور انسانیت کی فلاح وبہبود کے مقصد کو سرفہرست رکھا ہے۔اس نے تنگ نظری، تشدد، دہشت گردی کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھائی اور مضبوطی کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔شرکاء دورہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کتاب وسنت کا مطالعہ کیجیے اسلاف کی سیرت کو پڑھیے اور انہیں اپنے لیے اسوہ وقدوہ بنائیے۔آپ نے جو کچھ یہاں سیکھا ہے اس سے قوم وملت کو مستفیض فرمائیے۔یہ آپ کی منصبی ذمہ داری ہے۔

مولانا محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ آپ نے جس دلجمعی کے ساتھ دورہ سے استفادہ کیا ہے اس کے لیے نہ صرف آپ حضرات بلکہ مدارس کے ذمہ داران بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔آپ اپنے آپ کو ہمیشہ طالب علم سمجھیں اور علم سیکھنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ہمیں تعلیم کے ساتھ تربیت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ہمارے علماء دن میں دعوت وتعلیم کا فریضہ انجام دیتے تھے اور رات کو شب بیداری کرتے تھے۔آپ بھی شب بیداری کو اپنی عادت بنائیں، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں اور دین کی سربلندی کو اپنا شیوہ بنائیں۔

مولانا ریاض احمد سلفی نے اپنے افتتاحی کلمات میں ذمہ داران جمعیت نیز شرکاء دورہ کو مبارک باد پیش کی اور مرکزی جمعیت کی ہمہ جہت خدمات کا ذکر کیا، نیز کہا کہ یہ دورہ جمعیت کی خدمات ونشاطات کا اہم حصہ ہے۔اس کے دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس میں بہت ہی اہم علماء کرام اور ماہرین فن نے قیمتی محاضرے دیے ہیں اور آپ حضرات کو مستفید فرمایا ہے۔انہوں نے امیر مرکزی جمعیت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، ناظم عمومی مولانا ہارون سنابلی اور ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز کو دورہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور شکریہ ادا کیا۔

شرکائے ریفریشر کورس کے نمائندہ قاضی مطہر جامعی بن یوسف جانی نے امیر

محترم ودیگر ذمہ داران کا اس دورہ کے انعقاد اور اس میں شرکت کا موقعہ عنایت کیے جانے پر شکریہ ادا کیا جنہوں نے مختلف ماہرین فن کو جمع کر کے شرکاء دورہ کو استفادہ کا موقعہ عنایت فرمایا اور کہا کہ اس ریفریشر کورس نے ہمیں فریش کر دیا۔ اس سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے ، مستحکم جذبہ عطا کیا اور یہ کورس مختلف ناحیوں سے بے حد مفید رہا۔ اس کے اندر بے حد مفید عناوین کا انتخاب کیا گیا تھا جن سے ہم نے اپنی علمی تشنگی بجھائی علاوہ ازیں قیام وطعام وراحت رسانی کا انتظام کیا جس کے لیے ذمہ داران ومعاونین شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو جاری وساری رکھے اور ذمہ داران کو جزائے خیر دے۔

پروفیسر اختر الواسع پروفیسر ایمیریٹس جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی نے سب سے پہلے امیر محترم کا اس پروگرام کے انعقاد کے لیے شکریہ ادا کیا ، مسلسل ۱۴ سالوں سے اسے منعقد کرتے رہنے پر مبارکباد پیش کی اور اس میں اپنی حاضری کو خوش نصیبی سے تعبیر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تکثیری سماج کا حصہ ہیں مل جل کر رہیں اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں اور جو لوگ اسلام کی تصویر بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو اس کا جواب دینا چاہیے۔ انہوں نے پروگرام میں کمپیوٹر کی تعلیم کی تجویز بھی پیش کی چاہے اس کے لیے مدت میں اضافہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے سابق صدر نوید حامد نے امیر محترم کو اس دورہ کے انعقاد پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کی اور اس کی افادیت کے پیش نظر خواہش ظاہر کی کہ کاش ہم بھی اس پروگرام کا حصہ ہوتے۔ انہوں نے پروگرام میں دعوت شرکت پر امیر محترم کا شکریہ ادا کیا نیز کہا کہ جو لوگ اس میں شریک ہوئے ہیں وہ ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی صدر شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، دہلی نے سب سے پہلے امیر محترم کی خدمت میں اس پروگرام کے انعقاد کے لیے ہدیہ تہنیت وتشکر پیش کیا اور شرکاء دورہ کو اقتباسات کی تحقیق کا اہتمام کرنے کی نصیحت کی اور کہا کہ جس موضوع پر بھی لکھیں اصل کتاب کا مطالعہ کر کے تقریر یا تحریر کا اہتمام کریں۔

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ڈاکٹر جنید حارث نے اپنے مختصر تاثراتی کلمات میں ذمہ داران جمعیت کو مبارکباد پیش کرنے اور شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا: یہ سچ ہے کہ آج اسلام کا کیس مضبوط اور وکیل کمزور جبکہ غیروں کا کیس کمزور اور وکیل مضبوط ہے۔ اگر ہم نے اصلاح کا کام نہیں کیا تو آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سینٹر کے صدر مولانا محمد رحمانی نے کہا کہ یہ مجلس اگر چہ چھوٹی ہے لیکن اس میں ملک کے چیدہ چیدہ لوگ ہیں۔ ہمیں مسئولیت پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ کتنے بھی بڑے منصب پر فائز ہو جائیں وہ امت سے جڑے رہیں اور اخلاص کے ساتھ قرآن وسنت کی خدمت کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں۔

انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر کے صدر سراج الدین قریشی نے اس پروگرام کے انعقاد اور دعوت شرکت پر ذمہ دارن جمعیت کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے۔ اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود ہمارا کوئی مقام نہیں ہے۔ ہمیں اس پروگرام سے سیکھنا چاہیے۔ ہم قوم وملت کا نام روشن کریں گے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن پریوائی سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے شرکاء دورہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دعوت دین کے میدان میں کام کرنے والے حضرات اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے والوں کو علم، صبر، قوت برداشت، تحمل جیسی صفات سے اپنے آپ کو آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے جنرل سکریٹری سید تحسین احمد نے پروگرام میں شرکت کا موقعہ عنایت کرنے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ ایک علمی محفل ہے اس کے شرکاء قابل ستائش ہیں۔ دورہ کے عنوانات بڑے ہی اہم ہیں۔ یہ بڑا اچھا پروگرام ہے اس کے شرکاء واساتذہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہمارے طلبہ بڑے ذہین ہیں ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی ضرورت ہے۔

سعودی سفارتخانہ کے مستشار شیخ بدر بن ناصر العنزی نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ میرے لیے یہ بڑے ہی شرف کی بات ہے کہ مجھے اس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے آپ سے ملاقات کا موقعہ عنایت فرمایا۔ دیگر ذمہ داران جمعیت کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے یہ پروگرام مرتب کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ بلاشبہ اس طرح کے پاکیزہ وبابرکت پروگرام دعوت کے میدان میں بہت ہی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ تہذیب وتمدن اور مطلوبہ معلومات سے آراستہ وپیراستہ کر کے حکمت ودانائی کے ساتھ، وسطیت واعتدال سے پر، غلو اور جفا سے پاک، دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے میں ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے رحمت ،عدل، رفق جیسی اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

حافظ عبدالقیوم نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ذمہ داران جمعیت کو اس پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ مرکزی جمعیت کا یہ پروگرام بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے اس سے دعوتی میدان میں کام کرنے والوں کو جہاں بڑا فائدہ ہوتا ہے وہیں اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی ہوتا ہے۔

دورے کے سلسلے میں اپنے تاثرات پیش کرنے والوں میں امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی مولانا عبدالستار سلفی ، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر مولانا غلام محمد بٹ مدنی ، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر

ڈاکٹر عبداللطیف الکندی، امیر صوبائی جمعیت مغربی بنگال مولانا شمیم اختر ندوی، امیر صوبائی جمعیت آسام مولانا مقصود الرحمٰن مدنی، امیر صوبائی جمعیت مشرقی یوپی مولانا عتیق الرحمٰن طیبی، امیر صوبائی جمعیت مدھیہ پردیش مولانا عبدالقدوس عمری، مرسی ٹی وی کے ڈائریکٹر محمد ظہیر، امیر شہری جمعیت حیدرآباد وسکندرآباد مولانا شفیق عالم جامعی، امیر صوبائی جمعیت آندھراپردیش مولانا فضل الرحمٰن عمری، نائب ناظم صوبائی جمعیت جھارکھنڈ مولانا شمس الحق سلفی، جامعہ ریاض العلوم کے ناظم جناب عامر عبدالرشید، ماہنامہ اصلاح سماج ہندی کے ایڈیٹر مولانا حافظ محمد طاہر سلفی، استاذ الاساتذہ مولانا ابوالمکارم ازہری، مولانا اقبال محمدی، ڈاکٹر عبدالکریم (ممبائی)، مولانا ذکی احمد مدنی ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال، مولانا شہاب الدین مدنی ناظم صوبائی جمعیت اہلحدیث مشرقی یوپی، مولانا عبدالغفار عمری ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش، خازن فاروق خان وغیرہ بھی تھے جنہوں نے اس ریفریشر کورس کے سلسلے میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور جمعیت کے ذمہ داران بالخصوص امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو اس دورے کے کامیاب انعقاد پر دلی مبارکباد پیش کی اور مرکزی جمعیت کی گوناگوں خدمات پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر شیخ مفتی جمیل احمد مدنی، استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامی، نئی دہلی شیخ عزیز احمد مدنی وغیرہ اہم شخصیات بھی موجود رہیں۔

واضح ہو کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام چودہویں آٹھ روزہ ریفریشر کورس برائے ائمہ ودعاۃ ومعلمین کے اختتامی پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب قاری حافظ محمد سلیوم کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند وصوبائی جمعیات کے ذمہ داران، موقر اراکین مرکزی مجلس عاملہ اور ملک کے مختلف صوبوں سے دورے میں شریک ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے علاوہ ملی تنظیموں کے مؤقر قائدین وذمہ داران کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

پروگرام کی نظامت کے فرائض مولانا ریاض احمد سلفی نے انجام دیے اور پروگرام کے سبھی شرکاء کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ پروگرام کا اختتام ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز کے تشکراتی کلمات پر ہوا جنہوں نے شرکاء دورہ اور ان کو نامزد کرنے والی صوبائی جمعیات اہل حدیث کے علاوہ مرکزی جمعیت کے ذمہ داران بالخصوص امیر محترم اور کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ پروگرام میں صوبائی جمعیات اہل حدیث آسام، مغربی بنگال، بہار، تمل ناڈو وپانڈیچری، مدھیہ پردیش، اڈیشہ، مغربی یوپی، مشرقی یوپی، جھارکھنڈ، دہلی، ہریانہ، کرناٹک وگوا، آندھرا پردیش، تلنگانہ، مہاراشٹر، راجستھان، جموں وکشمیر وغیرہ سے ائمہ، دعاۃ اور معلمین شریک ہوئے۔ دورے کا آغاز مورخہ ۱۷؍ستمبر ۲۰۲۳ء کو ہوا اور الحمدللہ مورخہ ۲۴ستمبر ۲۰۲۳ء کو شب ساڑھے دس بجے کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد حیدرآباد کا 34واں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد وانعامات برائے تعلیمی سال 2022-2023: بموجب محمد عبدالوحید صدر جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد حیدرآباد بتاریخ 9/ستمبر 2023 بروز ہفتہ بوقت صبح 9 بجے تا ظہر 2 بجے بمقام مہاراجہ فنکشن ہال سعیدآباد کالونی حیدرآباد جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد حیدرآباد کا 34واں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد وانعامات زیرصدارت فضیلۃ الشیخ الدکتور ابوعمر پرویز احمد ناکواعمری ومدنی منعقد ہوا۔ جس میں مہمانان خصوصی عزت مآب احمد بن عبداللہ بلعلہ صاحب حفظہ اللہ (ایم ایل اے مجلس اتحاد المسلمین حلقہ ملک پیٹ)، محترم جناب عبدالمعید خان صاحب حفظہ اللہ (رکن بی آر ایس)، فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالقیوم حفظہ اللہ (نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)، فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی حفظہ اللہ (سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث، تلنگانہ)، فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان جامعی حفظہ اللہ (امیر جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد)، فضیلۃ الشیخ محمد آصف عمری حفظہ اللہ (ناظم جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد)، فضیلۃ الشیخ عبداللہ عمری صاحب، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن خان رکن جامعہ (مقیم سعودی عرب)، محترم عبدالواسع صدیقی رکن جامعہ، محترم ڈاکٹر اظہر حسین صاحب، محترم محمد عتیق الرحمٰن صاحب، ذمہ داران جامعہ، اساتذہ ومعلمات، طلبہ وطالبات جامعہ اور کثیر تعداد میں خواتین وعامۃ الناس شریک تھے۔ محمد عبدالوحید صدر جامعہ، محمد عبدالرافع صدیقی معتمد جامعہ، محمد عبدالقادر بن عبدالرشید خازن جامعہ اور فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی ناظم تعلیمات کے ذریعہ مہمانوں کی تکریم کی گئی اور مومنٹوز پیش کئے گئے۔ جلسہ کا آغاز خدیجہ احسن خلیفہ (فضیلت اول) نے تلاوت قرآن سے کیا اس کے بعد 35 طالبات نے علمی واصلاحی مظاہرہ بڑی ہی عمدگی کے ساتھ پیش کیا۔ ریحہ افنان اور عاتکہ کوثر (فضیلت دوم) نے تعلیمی مظاہرہ کی نظامت بخوبی انجام دی۔ شعبہ فضیلت، عالمیت، شرعی ڈپلومہ، شعبہ حفظ، سنڈے ڈپلومہ عالمہ کورس اور شریعہ ایوننگ کالج کے فارغات کو اسناد وانعامات سے نوازا گیا۔

عزت مآب احمد بن عبداللہ بلعلہ صاحب حفظہ اللہ (ایم ایل اے مجلس اتحاد المسلمین حلقہ ملک پیٹ) نے خطاب کرتے ہوئے ذمہ داران جامعہ اور طالبات کو مبارک باد پیش کی اور فرمایا کہ معاشرہ کی اصلاح وتربیت کے لیے آپ آگے آئیں۔ اجلاس میں موجود مہمانوں نے طالبات کے علمی مظاہرے کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے تأثرات میں فرمایا کہ علم کے ساتھ عمل اور اس کی تبلیغ کے لیے طالبات عظیم جدوجہد کریں ان شاء اللہ دنیا وآخرت میں انھیں عظیم کامیابی حاصل ہوگی۔ محترم محمد عبدالرافع صدیقی معتمد جامعہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی ناظم تعلیمات جامعہ دارالفرقان للبنات کی بالتفصیل تعلیمی رپورٹ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ طالبات سند حاصل کرنے کے بعد اپنے تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھیں اور معاشرہ میں اصلاح وتربیت کے پیش نظر دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو انجام دیں۔ فضیلۃ الشیخ الدکتور ابوعمر پرویز احمد ناکواعمری ومدنی نے اپنے صدارتی خطاب میں برکت کے حقائق کو مختلف مثالوں کے ذریعہ ثابت کیا کہ کم ازکم مدت میں ہمارے اسلاف نے اسلام کی نشرواشاعت میں عظیم خدمات انجام دیں تمام سامعین وسامعات کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ طالبات بامقصد زندگی گذاریں، والدین بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیں، معلمین ومعلمات اور طالبات کی تعلیم وتربیت میں خصوصی توجہ دیں ذمہ داران جامعہ ادارہ کے تعلیمی معیار کو بلند کریں اور امانت دار اساتذہ ومعلمات کا انتخاب کریں۔ عمائدین شہر کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ تعلیم سے بڑھ کر کوئی جوہر نہیں جہالت سے بڑھ کر کوئی مفلسی نہیں۔ علماء کرام کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پورے سال کے خطبوں کو کتاب وسنت کے دلائل سے مزین کریں کہ ہمارے تمام مسائل حل ہوجائیں اور معاشرہ میں بڑھتی ہوئی گمراہیوں کا خاتمہ ہوسکے۔ اجلاس کی نظامت فضیلۃ الشیخ وسیم مدنی حفظہ اللہ نے کی فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن عمری حفظہ اللہ کے ہدیہ تشکر سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (محمد عبدالرافع صدیقی، معتمد جامعہ دارالفرقان للبنات سعیدآباد)

جماعتی خبریں

جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر اور مشہور دینی دانشگاہ جامعہ اسلامیہ دریاباد کے مؤسس ورئیس معروف عالم دین ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر اور مشہور دینی دانشگاہ جامعہ اسلامیہ دریاباد کے مؤسس ورئیس معروف عالم دین ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا گزشتہ شب انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، مہمان نواز خاتون تھیں۔ بچوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کے علمی، تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیوں میں ڈاکٹر صاحب کی معاون رہیں۔ جو ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ پسماندگان میں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ چار صاحب زادے عبدالفتاح، عبداللہ، عبدالحمید، عبدالرحمٰن سلمھم اللہ اور تین صاحب زادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت

الفردوس کی مکین بنائے ,پسماندگان ومتعلقین کوصبروسلوان عطا فرمائے۔آمین۔
(غمزدہ ودعاگو:اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

ہندوستان کی قدیم ترین ومعروف دینی درسگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے فارغ التحصیل اورمدرسہ حقانیہ کے سابق صدرالمدرسین مولانا محمدمعراج الحق سلفی کاانتقال پُرملال: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے ہندوستان کی قدیم ترین ومعروف دینی درسگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ بہار کے فارغ التحصیل اورمشہور عالم دین مولانا محمد طاہر سلفی ندوی مدنیؒ کے برادرنسبتی معروف عالم دین اورمدرسہ حقانیہ دربھنگہ بہار کے سابق صدرالمدرسین مولانا محمد معراج الحق کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اسے جماعت وجمعیت کا خسارہ قرار دیا ہے۔جن کا گذشتہ دن مختصر علالت کے بعد دربھنگہ کے اسپتال میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۲۰/ستمبر ۲۰۲۳ء کوانتقال پُر ملال ہوگیا۔اناللہ واناالیہ راجعون

مولانا معراج الحق علاقہ کے ایک مشہور خانوادہ کے چشم وچراغ تھے۔اللہ نے ان کو بڑی خوبیوں سے نواز اتھا۔وہ ایک باعمل عالم دین ہونے کے ساتھ،علم وعلماء کے قدرداں اور بااخلاق وملنسار انسان تھے۔مادرعلمی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے ان کا بے حد قلبی لگاؤ تھا یہی وجہ ہے کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود مدرسہ میں آمدورفت کا سلسلہ تاعمر جاری رہا۔ملی اور جماعتی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔سماج کے غریبوں،بیواؤں اوریتیموں کی کفالت اورمدداں کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش حصہ تھا۔مرحوم کوخدمت خلق کا یہ جذبہ اپنے والدمحترم شیخ اختر حسین رحمہ اللہ سے ورثے میں ملا تھا جوعلاقہ اورقرب وجوار میں اپنے سماجی ورفاہی کاموں کی وجہ سے قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ایک دینی اجلاس کے موقع پر مجھے مرحوم کے دولت کدے مردم خیز آبائی وطن دیورابندھولی ضلع دربھنگہ بہار جانے اور یہاں ایک شب قیام کا موقع اوررفاقت ملی۔ملاقات کے دوران انہوں نے جمعیت وجماعت کی سرگرمیوں اورخدمات پرمسرت کا اظہار کیا اوردعاؤں سے نوازاتھا۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے انجینئر اقبال صاحب،افضل صاحب، اعجاز صاحب اور پانچ صاحب زادیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کومعاف فرماکر دینی،دعوتی،جماعتی اورتدریسی خدمات کوشرف قبولیت بخشے اوران کی خدمات کوصدقہ جاریہ بنائے،جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اورجملہ پسماندگان،لواحقین اوراعزہ واقارب کوصبروسلوان عطافرمائے۔(شریک غم:مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

(بقیہ صفحہ ۲۳ کا)

”أَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ“ اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے،وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں،اسی کے لئے بادشاہت ہے اوراسی کے لئے تعریف ہے،وہی زندہ کرتا ہے اوروہی مارتا ہے اوروہ ہر چیز پر قادر ہے،اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں،وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اورتمام لشکروں کوتنہا شکست دی۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد صفا پہاڑی سے اتریں اورمروہ پہاڑی کی طرف چلیں،مردوں کے لئے دونوں ہرے نشانوں کے درمیان ہلکی دوڑ لگانا مسنون ہے، لیکن کسی کوتکلیف نہ پہنچائیں،جب مروہ پہاڑی پر پہنچیں تو وہ وہاں بھی قبلہ رو ہوکر ہاتھ اٹھا کر مذکورہ بالا دعائیں پڑھیں جوصفا پر پڑھی تھیں،البتہ یہ آیت ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ کی تلاوت نہ کریں۔اس طرح ایک چکر پورا ہوگیا۔

پھرمروہ سے صفا پہاڑی کے لئے واپس لوٹیں،راستہ میں دونوں ہرے نشانوں کے مابین دوڑ لگائیں،جودعائیں مروہ پر پڑھی تھیں وہی صفا پر بھی قبلہ رو ہوکر پڑھیں اور مزید جو چاہیں دعائیں کریں،یہ دوسرا چکر شمار ہوگا اس طرح سات چکر لگائیں،ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی طرف جانا ایک چکر شمار ہوتا ہے،ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا دوران سعی بکثرت ذکرواذکار تسبیح وتحمید کرتے رہیں سعی کی کوئی مخصوص دعا آپ ﷺ سے وارد نہیں ہے،اس لئے جودعا کرنا چاہیں کریں۔

دوران سعی اگر نماز کھڑی ہوجائے تو نماز پڑھنے،پیاس کی صورت میں پانی پینے،تھکان کی وجہ سے آرام کرنے یا سعی کے لئے ایک منزلہ سے دوسرے منزلہ پر منتقل ہونے یا کسی سے بات کرلینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اگرطواف کے بعدعورت کوخون حیض آجائے تو وہ سعی مکمل کرلے اس لئے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں ہے،برخلاف طواف کعبہ کے کہ اس کے لئے طہارت شرط ہے۔

(۹) حلق یا قصر:سعی سے فارغ ہوکر بال منڈالیں،منڈانا افضل ہے یا پورے سر کے بال چھوٹے کروالیں،بعض مرد چند بال کاٹ لیتے ہیں،یہ حلال ہونے کے لئے کافی نہیں ہے،البتہ عورت اپنی ہر چوٹی سے ایک پور کے برابر کاٹ لے یا اس کا محرم کاٹ دے گا،اس طرح آپ کا عمرہ مکمل ہوگیا اب آپ سلا ہوا کپڑا پہن سکتے ہیں اوراحرام کی وجہ سے جوچیزیں آپ پر حرام ہوگئی تھیں اب وہ سب حلال ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا عمرہ قبول فرمائے۔

☆☆☆

خوشخبری خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2024

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر منظر عام پر آرہا ہے۔

اپنا آرڈر پیشگی بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613